

<p>ابن مولی الولاية اذ اسـ تحفته المرح مدحه المشتاق خرق عادته كما العادة مرشدی بالرشاد ارشدنا حاکم قساکم بد البصفا قد حباه الودود حبابی ذا الكتاب الحبيد تاليفا ثم زاد الكلام من فصحا قلت ما قلت حاله المجل زائد عند عبده الحباني بكلام بشاعرات نسا لا اذني ولا رأت عيني وحباه القبول في الدنيا زاده من حبيل لغيا</p>	<p>سبحا الغوث غوثنا المولى ثم ابدى الى جناب مذاق هو شيخ وسيد السادة خالص المقتدا ومولانا فما قول المرام يا شعرا هو صديقي اخي باحبابي ذوق تصانيف حاز تصنيفا بان فيه ترجم اشعرا ذاك حسن مجزوء الاول حسن شعر مجزوء الثاني ثم اشعار ثلث الاجزاء سنة غير بلا شيني فجزاه الآخرة جزا وعطا حزيل الاله</p>
---	---

عام طبع الكتاب باحضار
ایخ الفکر روضۃ الانوار

وله

<p>از صفا شد جمیع اشعار فصیح گفت مذبذب فیض گفتار فصیح</p>	<p>چون رمضان حضرت رب العطا سال تاریخش به تالیف کتاب</p>
---	---

و دیگر نام تاریخش این تذکره ریاض الانوار

شام ناظرین کو تانگی بخشا ہر اس سے آگے چلو تو بلبلان خوشنوا یعنی وہ شعر ابو جہشہ ہجری سے
 پہلے فوت ہو گئے ہیں چھپانے دیکھو گے وہ اپنی سرریلیہ و دلش نغمہ سے زمانہ کو نوحہ کر رہے ہیں
 دوسرا چمن نو نما لان گلستان سخن موجودہ حال کی سرسبزی اور نو خیزی سے آراستہ
 و پیرا استہ ہر تیسرے چمن میں کچھ قمریان خوش گلو اپنے نازک و دلربا ترانہ سے شستا تو کج
 کھینچے پر سانپ کٹا رہی ہیں الغرض یہ ہر ابھر چمن سرتاپا حسن و خوبی سے آراستہ
 ہر بندش الفاظ و ترکیب فقرات سے پیرا استہ ہر واقعی یہ ایک زبردست تالیف ہر
 خوبی دیکھنے اور سیر کرنے سے معلوم ہو سکتی ہے ملاحظت مضامین و فصاحت الفاظ مولف کی
 خانہ زاد ہی ہر جگہ طرز نو کا ایجاد ہی سیاح فکر و قیاس اس گلزار بیخار کی پوری پوری تصنیف
 کرنے سے عاجزانہ مجبور ہر جہان گرد وہم و خیال اس بہار بخیران کی تعریف سے معترف
 یہ عمر و قصور ہی شائقان و طالبان سخن اگر ہوس گل و گلزار رکھتے ہیں تو اہل اداس کی سپر لطیف ٹھانیں
 از جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید کیرت پوری علیہ الرحمۃ و العالیہ

بابہ طرز خوش و خط حبلی	طبع شد این تذکرہ دل پسند
گفت مجید از بے تاریخ طبع	کاشن اسرار دل پر شہند
از مولوی حافظ حکیم علی احمد صاحب طبقات مجید و ائمہ قادسیہ منشی مدنی خلف	حافظ
علی السید صدیقی ایوبی شاگرد و خلیفہ حضرت مولانا سید ولد علی صاحب طباق بدایونی	
ربنا شاہد و شہود	ماجد و اجداد موجود
حامد المصطفیٰ و محمودہ	شاہد المرتضیٰ و مشہودہ
کل حمد و مدح و رے	وصلاتی علی نبی ہدیے
خاتم الانبیاء و اکمل	ماحق الکفر ناسخ المسئل
و علی آلہ و اخوانہ	و علی صحبہ و خلائانہ
و علی اولیاء امتہ	و علی اصحاب امتہ

اسٹھائیں درحقیقت صاحب موصوف نے وہ کام کیا ہے جو ہمیشہ یادگار زمانہ رہیگا اور
اس عنقریب آنے والے زمانہ میں جس میں اس قسم کی شاعری عشقا کا حکم پیدا کرے گی۔
یہ تذکرہ لطف تازہ دکھا کر دل پر سانپ سا لٹائیگا اس تذکرہ کے اختتام کی تاریخ جو ہمارے
شفیق منشی ٹھاکر گلاب سنگھ مشتاق نے اپنی اور تاربخون کے علاوہ زریب رقم
فرمائی ہے ہم بھی اسی پر اس تقریظ کا خاتمہ کرتے اور مولوی صاحب کے حق میں دست
بدعا ہیں کہ جس غرض سے ہمارے دوست نے یہ کوشش کی ہے خداے تعالیٰ
انھیں اس میں بخوبی کامیاب کرے آمین یا رب العالمین

تاریخ از حضرت مشتاق

اس تذکرہ میں بیشک شعرا شاعروں کے
آواز غیب آئی مشتاق تذکرہ یہ
لکھے بین بان صفا نے پر در و پر رعایت
کیا سوچتا ہے لکھدے ہر خیزن فصاحت

تقریظ از جناب مولانا علی محمد حسین صاحب مجدد الوافی

عندلیب طبع کیوں خاموش ہے
چہر بہار آئی گلون کا جوش ہے

ستفسران حالات نو و کس اور منتظران دید گلڈستہ سخن کیوں نہ کو خبر نہیں وقت آرد
رفتہ اور تیر از کمان جستہ پھر ملت ہے ہماری بات سنو کہ عسرق ریزی و تحقیق
کامل اور سنی بالغ جناب فضیلت مآب انصوح البغا مولوی محمد عبدالحی صاحب صفا
بدایونی وکیل عدالت دیوانی بلاری نے تذکرہ شمیم سخن کی بوے خوشگوار سے دماغ
واقفان فن شعر کو معطر کر رکھا ہے یہ تذکرہ شعراے نو و کس کا واسن اسید مشتاقان سخن کو
گلمائے مراو سے مالا مال کرتا ہے اپنی بھینی بھینی خوشبو سے ایک عالم کو بسیار
ہو جئے بھی اس بستان بخیزان کی سیر کی ہو میں چین اپنی اپنی روش پر سبھے
سجائے آبیار جس ترتیب سے سچے ہوئے پائے اول چین میں گلزار تاریخ
زبان آرد و نظم آرد و لکھمار ناہی اپنے نوخیز و لچسپ گلمائے الفاظ و مضامین سے

از سواؤ تذکرہ روشن سوا و طبع شد
بر کسے در سال طبعش طبع سنجیدل گرفت

از جناب منشی سید احمد صاحب دہلوی مصنف ارمغانِ ملی
ووقائعِ ڈرانیہ و کتب الفوائد و اردو و کوششیں وغیرہ

جس گلستانِ معانی کے پھولوں کی جھیننی جھیننی خوشبو ایک مدت سے ہمارے
مشام کو معطر کرنے کی امید بندھا رہی تھی اور ہم جانتے تھے کہ ایک روز گھر بیٹھے اس
باغ کی گلگشت سے اپنے دل کو باغِ باغ کرینگے۔ بارے خدا خدا کر کے وہ دن
نصیب ہوا کہ شمیم سخن کا چین عین موسمِ بہار میں ہمارے سامنے املہا تا ہوا دکھائی دیا
اور اپنی دلاؤیز سرسبزی سے ہماری آنکھوں کو نورِ دل کو سرورِ بخشا اگرچہ ہر ایک
گل کے ساتھ خار اور بہار کے ساتھ خزان لگی ہوئی ہے مگر یہ سبزہ زار اس آفتِ لیل و
نہار سے دور رہی جا ہو جتنے گلہ رستے بنا بنا کر مکانِ دل کو سجاؤ مگر اس کا ایک پھول بھی
کھلائے تو ہم جانیں۔ اگر گلچیں بد میں نے ہار مانی ہے تو اسی جگہ مانی ہے اور جو ابرو دھانی پانی
پانی ہوا ہے تو اسی موقع پر ہوا ہے۔

اسکی پہلی روشش کے پودوں پر اگلے زمانہ کے قیل جا بجا بیٹھے ہوئے چھپا
رہے ہیں اور نظمِ اردو کی تاریخ کو اپنی نعمتِ سخن سے یاد دلا رہے ہیں آگے چلو تو
۱۲۸۵ ہجری کے موجودہ نامی گرامی شاعر اور اب تک جو اس شریف سلسلہ میں
آئے ہیں وہ اپنی اپنی نشست پر بیٹھے ہوئے بزمِ افروزی فرما رہے ہیں۔

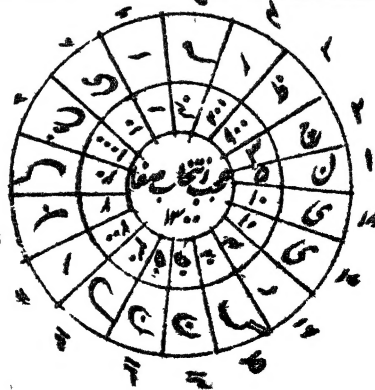
یہ گلزار ہمیشہ بہار ہمارے دوست مولوی محمد عبدالحی صاحب صفابادیوں کی
آبیاری سے تیار ہوا ہے جن لوگوں کو زبانِ انی کا چسکا پڑا ہوا ہے اور جو اپنی زبان کو پاکیزہ
لو با صفا بنا نا چاہیں انکے حق میں یہ تذکرہ اکسیر کا نسخہ ہے اور جن لوگوں کو سخن
سنجوں کی یادگار اور انکے نتیجہ افکار کا ذخیرہ وہ اسے دیکھیں اور بخوبی حفظ

از عالیجناب مولانا ابو محمد عبدالغفور خان صاحب ہمارے نسخہ تخلص ڈیوٹی مجسٹریٹ و کلکٹر ضلع ڈھاکہ صاحب تذکرہ سخن شمع از وقت دیار سی	صفائے لکھا ہے عجیب تذکرہ کہا سال تاریخ نسخہ نے
کہوں اسکوئے شمع علیہم سخن کہ محبوب عالم شمیم سخن	تذکرہ وہ صفائے لکھا ہے اسکی تاریخ حضرت نسخہ
ہر میان ہیں سے ناز شمع سخن کیسے زلف دراز شمع سخن	صفائے لکھا ہے کہوں اسکو بیاض حسن معنی کہا میں نے ریاض حسن معنی
کہ اس سپہ جان سخن فدائی ہر تذکرہ یار و ان مضمون	صفائے لکھا ہے ہوئی تاریخ کی جو تذکرہ نسخہ
یہ تذکرہ ہے جہان معنی تو مج کو نسخہ نے سنایا حدیقہ بے نظیر کیسے	صفائے لکھا ہے یہ تذکرہ ہے جہان معنی خسالت تاریخ کا جو آیا کہ تذکرہ تاریخ میں نہ رہے
خوب صفائے لکھا تذکرہ بے بدل طبع رسائے کہا تذکرہ بے بدل	اسکی صفت کیا بھلا تجھے بیان ہو سکے تھی حسن فضلی کی فکر جو دل نسخہ کو
از عالیجناب مولانا ابو الحامد مولوی محمد یوسف علی صاحب یوسف کا نذر ڈیوڈھی والیہ بھوپال	

یہ طول سخن و فدا ہے جیبا	خاموش ہوا میرے فدا سے معنی
تاریخ لکھو ز روئے بجیت	ہر نکتہ پیر از ضیاء سے معنی
از نقش کیند لال صاحب گو ہر دایو بی	مشکار عدالت کلکری ضلع بدایون
کیا صفائے انتخاب اشعار کا عمدہ کیا	دیکھ کر کہتے ہیں جسکو ہر سخنور واہ واہ
حرف معجم میں لکھا گو پہرے مصرع سال	شاعرون کا تذکرہ کیا ہے بہتر واہ واہ
از نقش کلاب سنگہ صاحب مشتاق	مخلص سب اور سیر نہر جد جبین
لکھا اے صفا واقعی آپ نے	بسان سخن دان ماضی و حال
ہر مشتاق جو آپ کا غیر خواہ	سنین طبع کا تھا اسکو خیال
کہ از روئے بخت یہ دل نے کہا	ہر بستان نابزک خیالان سال
کئے لکھا ہے تذکرہ ایسا	جیسا تھے لکھا جناب صفا
ہر زبان پر ہر اک کے یہ مصرع	راحت دل ہے انتخاب صفا
اس گلستان شعر میں دیکھو	ولہ گل کھلے ہیں نئے نئے کیا کیا
سکی اس میں سے کچھ تعریف	ہر اک اپنی روشنی پہر چھپا
غیب سے آئی یہ ندامت مشتاق	لکھ دے تو نظم از جنت چھپا

دائرۂ تاریخی از جناب مشتاق موصوف الصدر

چراغ بلندی
۱۳۰۰



نظم کنگی
۱۳۰۰

میں نے بھی سوچ کر سن تالیف فی البدیہ لکھا ہے آج محض ن اشعار بے ہوا
پس اب تاریخ تالیف کے بعد تاریخ طبع بھی لکھنا ضروری ہے کہ واسطے یادگار زمانہ انطباع کتاب کے
یہ بھی ایک معمولی قدیم دستور ہے گو بالستکی نظم و شریں فقدان فرصت سے مندرجہ ہوں مگر خاں
سے بھی بہ گستاخی زبان سخن ہر مجبور ارباب پیش عیب پوشی فرما دیں اور اپنی اولاد ناموسی محرف
تقرض زبان پر نہ لادیں اب قطعہ تاریخ طبع ختم کلام پر نیا وہ جملہ معمولی و اسلام پر

قطعہ تاریخ

کتاب تذکرہ یہ صفت لکھا
پیدا کر کے فکر و صفت مضمون
جو دائرہ ہر کشش سے پُر ہے
ہر گرجہ و حرف تازہ کسیر
مضمون کے لیے شگفتگی ہے
کسا صاف محاورہ لکھا ہے
کیا نہ کر کو غم نہ رخی ہے
دیکھتا ترے تذکرہ کو میں نے
شائستہ و صفت ہی یہ تحریر
مدت سے ہر ترک و سنگر گویا
آہو ہے مرا غمناک مشکین
چھپ جانا کتاب کا تو بیشک
محکوم سال طبع میں اب
کافی ہے جو ذہن میں کچھ آیا
باتھ آیا اگر سن سی

ہر جس سے عیان صفائے معنی
یا لکھے قلم شنائے معنی
ہر حرف ہر کلمہ بے معنی
یہ نسخہ ہر کیمیا بے معنی
شا دابی ہو جو برا بے معنی
آئینہ ہے آئینا بے معنی
یاں دام میں ہی ہمارے معنی
جانچا ہی پیر از بہائے معنی
ہر تر تباہ انتہائے معنی
مشکل ہی مجھے ادا بے معنی
دیکھو تو مری خطا بے معنی
بان ہر سبب بقا بے معنی
درپیش ہی ہر باجہ بے معنی
ہر گوش میں یہ صدا بے معنی
حاصل ہوا مدعا بے معنی

۴۵
 از شیخ محمد شرف الدین صاحب ظہور مخلص ساکن قصبہ ندری ضلع کرنال
 تذکرہ جیسا صفحہ ۱۷۷

اسکی تاریخ لکھو تم یہ ظہور
 ہے بہر سخنین اشعار جیسا

از جناب لوی فدائے حسین صاحب قبا افسرین باغی ضلع بلت شہر فیصل آباد لونی ضلع علیگڑہ

تذکرہ شاعرانہ جن جن علی بن زبان لال ہر دو ہم برین منوال تراجم لغوت قدسیہ حضرت
 سرور انبیا ام محال ہر ناچار فدائے کج مجز زبان نادان ترین از سائر نادانان زمان کچھ
 باب سخن میں گفتگو کرتا ہوں اور بدولت فیض الکتاب صحبت ارباب دانش دم تقریر
 اظہار مدعا بھرتا ہوں کہ سخن شیخ منی پرورد لوی محمد عبدالحی بدایونی تخلص بہ صفا نے ایک
 تذکرہ شاعرانہ القایم لکھا ہے گو یاکشت مکان دشمنہ فکر سخن کو زندہ جاوید کیا ہے حقیقت میں
 بڑے احسان کی بات ہے اور احباب قریب بعید کے لیے عمدہ سوغات ہے روزمرہ آرد و بہت صاف
 ہے ستر جہ و تحریر خالی از تعصب و انتساب ہے اور مولف نے نہ صرف کثیر رسالہ مذکور کو طبع کرایا ہے بلکہ
 سیم خالص پر رنگ ملائے پیش چڑھایا ہے شایقان سخن پر حق شکر یہ مولف واجب الادائی ہو کچھ
 مراتب دعا و ثنا بجا لادین میر سجایا اس تذکرہ سے یہ نوعیت پیدا ہے کہ اصل تذکرہ سے کچھ کلام
 معاصرین مصنف تذکرہ اہل سلف کو متروک کیا گیا ہے لیکن وہ سچہ کو جو فوائد کثرت کر دے شاعر کسبات
 کلام و حال سے مزین کیا ہے مصنف نے اس تذکرہ کو شہرہ آفاق شہر ہری میں مدون کیا ہے جیسا کہ میں نے اس
 زمانہ تالیف کو بذریعہ ان دو قطعہ تاریخ کے اس طرز پر روزنامہ لکھا ہے

قطعہ اول

ہر یہ طرز نوں سیاہ یہ تذکرہ
 بہر اور اک دمان تو بھی فدا
 شاعران حال کا جس میں حال
 سخن اشعار اچھا لکھ دے سال

قطعہ دیگر

لکھا ہے اک رفیق نے میر یہ تذکرہ
 جسکا غنہ مخدہ ظاہر ہے اور فدا

ساتی ورا دکھاوے شراب کس کا رنگ
زندوں کے دل میں دیکھے جس کو اٹھ انگ
وہ جام ہو جو غیرست جام بہانِ خوا
بیرنگ کر کے بادہ گل رنگ سے پالا
اچلی بہار کی انوکھے رنگ سے آلی ہر جگہ نئی بہار دکھائی کوچہ کوچہ سبزہ زار ہو گیا اور
درخت و درخت سکس ہزار کی گلی میں سبزہ زار در رنگ کا نر الاسمان پختہ زمین پر عارض
خوبان پری و ش کا گمان حق یہ کہ ایسی بہار نہ دیکھی نہ سنی چشم بد و زنگس آنکھوں میں
سمائی جاتی ہی موتیا اور چنبیلی کے تختہ دیکھے کسی کی تپسی یا آتی ہے لالہ کی بہار نے
نر گس مخمور کا رنگ دکھایا ہر سوسن نے سی مالیدہ لب یاد دلا کے غضب ستایا ہر
سے جنون دسکتے کہ در دشتے رسیدن آرزو دارم وہ بہار سبزہ نور ستہ دیدن آرزو
دارم ہر دشت نے آگھیر اجنوں نے سر شوریدہ میں شور اٹھا یا جنگل کا رستہ لباقدم
قدم پر کا شون سے قدم بوس کی پیروی نے رستہ بھولا یا جو ب دل خضر راہ ہوا دلو لے
نسب تھانہ زبان گلوئی سے ساتھی میں وہ ہر گھل میں شراب دے دے خوش ہو جس
میں شکا کے گناہ کے اب کچھ ہو دوشی آدمی انھیں بند تھکھلا تھوڑی دیر تک پڑے
رست جب ہوش آیا معلوم ہوا کہ یہ بہار خیزان اس شمیم سخن کا عکس ہے جسے بلبل بوستان
معانی ہزار اضمہ ہر کے چہ نہ تانہ شیریں بیانی و حیر الدہ ہر فرید العصر عشق محمد عید الحی
صاحب بدایونی نے تازہ رونق بخشی ہوا آتی عجیب گلدستہ زیبا ہے جس کا ہر فقرہ راستی
میں سر و آساہن تاریکی فقرات عبارت سلسل غیرت گلزار شمیم مضامین نفیس ہر باد
صبا تار کی کتاب عجیب ہر تہائی میں ہر ہنس و حسیب ہر شعرا کی سوانح عمری آنکے
خیالات نازک دل غمدہ کو سرور بخشے ہیں طبیعت کو شائش کرتے ہیں تاکجا تعریف
کروں توصیف لکھوں شتوشبہ اگر کیا ہر خط خلاص ہے مادہ تخریر کی کیا ہر اسی پختہ قلم لکھ کر تابدون

طبع حیدر ہوا شمیم سخن
بولہ راحت نیر شمیم سخن

پست خوش سے مرکب پڑا عالم
بادل خوش صبا پے تاریخ

	گلستان و بوستان مطبوع بیرون نقط		
از جناب مولانا محمد سلیم الدین صاحب تسلیم نازنوی اهل کار ریاست پور			
محمد الله کیف یار صاه	اوصلی علی رسول الله	اسل یار بنا علی باب	و قله آله و اصحابه
<p>تسلیم حیرتم یارب گزیندن راستایم که مدح گزیده سرایم نه پایا نیست این را خود نه آن را را که کجا باید کشیدن داستان را بهمانا چون گزیده گزیندن را اثر و گزیندن گزیننده را نه راست همان به که بگزیننده گزینم تا از عده آن هر دو هم برآیم ایات ہی گزیننده گزیده که هست به از بیغش سخن سرست به تامل و دیده آتش بیکارستی به گلشن فکر را بهارستی به هم بهار سخن به نکته قری به هم بکار خرد به پر بهی به یادگار زمانه عبدالحی صین عن شر کل بل اغنی به خوش الله ازین جامع الفضائل جامع الجلال نص صحیفه مهر و آیت سوره و قلم مولوی محمد عبدالحی صفاکه از دیر باز یاد ازل قرع بنام افتاده نقش مراد و امر و نوکیل و آگاه بهاری من اعمال مراد با دست ه زین رقم تازه نور خجسته به نقش نوی باز سخن بچشم گزیننده که از زنده کرده زنده بود که سخن زنده کرد و چون هیچ را پایا نه مدح خود شایانی نیست اگر به ذره از آفتاب و قطره از سیاح گرانماییش پسیدن دارد همین نگارین نامه من پر در ده نوکر و آورده دیدن دارد که خرناسی را سلک در تیم است و نام تاریخش را قطعه از ابوالبلیان تسلیم</p>			
گزیده تذکره حضرت صفاکه در رد	گرفته شایسته سی طراز رنگ بهار		
بنام نویسنش که گوید خبر ز سال طبع	تصویر الشجر است	و صورۃ الاشجار	۱۱۷۹ هـ
از جناب فشی دبی پرشاد صاحب سحر سبب شی اسکیتر طرسل ضلع بدلیون			
کلیا عده هر تذکره صفت کا	نایاب کلام کل برای سحر		
منقود سرون بین تاریخ	به خار و خنجران بیکل برای سحر		
از جناب مولوی مظفر حسین صاحب صبا خلف الرشید مولانا محمد پو علی صفا ابوالحماد			

شبنم افشاند شاخ سخن را بحسن ادائی آفرید که محبوب دلها گردید ازین رو بلیل از ورق
 گل شعر عاشقانه انتخاب کرده و شمع بزم در مرثیه پر دانه سوز خوانی بعمل آورده حرابار
 مطلع آفتاب در نظر و شیره را مقطع شب سواد بصراط طی را ترکیب بندیش کر
 هر دم بدل گذشته و قمری مصرعه موزون سرود در میاض خاطر نوشته گاه
 به طرح سخنوران نازک خیال و دمساز صبح نفسان صفائی مقال خصوصاً دانش پناه
 فضیلت و دستگاه که از نسبت ذالش قدر سخن براج افتخار و سر مبارکش بر سپهر
 اعتبار فصاحت زبان در زتارش زیب حسن بیانها و بلاغت بیان گوهر بارش
 آبروی زبانها شاعر شیرین سخن ماهر موزن سخن ششاس و سخن شیخ و قدر دان
 سخن بود کی نسیم و خرمند صاحب تدبیر و نقاد و دودمان شرافت خلاصه خاندان نجابت
 عزت شعرا حکمت و تبار عالی تبار کوه و قارا خلاق مجسم کرم و مظم سر آمد شعرا را نامدار
 سر خیل سخنوران و الا اقتدار سر ایا راسته لطف خدا جناب مولوی محمد عبدالحی
 صفیابدیونی وکیل عدالت دیوانی بلارستی لمیزه خاص میان مذکران که به تالیف از و تصحیح از صفی
 بالتر از جناب شعرا و نخبه گوشتار آبدار بر چیده نگارخانه مانی و انمود ازین کتاب
 الاجاب به دلربائی اهل فن و در باب سخن ترتیب فرمود سلاست عبارت و لطافت
 معانی و شگلی الفاظ دیدنی است و بلاغت سخن و جلالت کلام چشمه فی فصاحت
 عبارات و بلاغت فقرات سواد بیاض چشم تماشائی و غایت استعارات و ذرات
 تشبیهات سرگرم دلربائی از روانی عبارات در یاس فصاحت موج در موج
 و از لبندی فقرات پایه بلاغت اوج در اوج نفیسه از سطور دلکش با طره طراکثر خان
 دس و گریبان و مشک معنی از نازد الفاظ بویای شام جان غرض که تحریر و صفش
 را در قمری در کار بل توصیفش و شوار سخت و شوار ناچار بعد عامی سازم
 و نجم کلام می پردازم خدایا مولف را مانند سعدی مدوح جهان کن و تالیفش را برنگ

از جناب مولانا مولوی محمد یوسف علی صاحب البیاض مختصر یوسف بیرون دله کار ریاست پال

شیخ عبدالحی عالی منزلت که فضائل بهره کافی ربود ز در قلم کلکش نو آئین تذکره حال و قال شاعران روشن نمود سال تدوینش طلب کرد و مرد	صدر دیوان فصیحای زمن حظ وافی برده از هر علم و فن یادگار نکته سخنان مدین هر ورق را کرد شمع انجمن گفت شمع مجلس اهل سخن
--	--

قطعات تاریخ و تقریظ آغاز و اختتام طبع تذکره موصوله بعد ترتیب تذکره
از منشی احسان الحق صاحب احسان مختصر زندرشید حضرت

منشی نکته وان جناب صف طبع ایشان لطیف و پاکیزه خوب کردند تذکره تالیف کرد احسان چون فکر تاریخش	شان بهت شکوه حلم و دلا سینه اوست معدن انوار مثل ارتنگ شده نقش و نگار گفت تالیف که مخزن الاستعار
---	--

از جناب شاه بهادر الدین صاحب بشیر عرف عبد اللہ دہلوی میر شہادت شیر جوم
چون صفاتش سر و حد العزم
بهر ساش بشیر با تفت غیب
گفت

از منشی احمد علی خان صاحب بخود رام پوری

تالیش بے پایان سخن آفرینے را سز و کہ بر زمین پاک بیت اللہ اسم شریف
عروض گزار داشت و بید قدرت کہ لوح و قلم آراستہ آنست مصرعہ موزون قامت
انسان بر صفحہ دیوان ہستی نگاشت و شاہ بیت شبنوی رسالت اُمّی لقب را
بخلعت خاص ہمہ دانی ممتاز فرمود و بقولہ انا فصیح العرب والعجم بر بلغای و ہر
سرفراز غنچہ گل چون در حدش نکته ہای سر لبستہ را ند بجز نوازش بدانانش و در دہانہا

لے مخفی نامہ
تالیف این تذکرہ
در سن یک ہزار و سیصد
چوبی با بنجام حسین
در خانہ بود کہ در آن
کتاب صحتش بر نگاہ
رسیدہ باشد چنان کہ
اجازت شد کہ در ہفتاد
قطعات تاریخ و غیرہ در بیان
مدت ہر یون منت گذر
لیکن اتفاقاً در آن سال
طبعش با تو کہ شد

واقع شده باز هر آینه عامل و سپردان مصدر و مورد و نه را گونه حسناست میتوان شد بعنوان
 پذیرفته کتاب مسطور را اوسط انجم مدون کرده اند نه طوالت بسیار که موجب طوالت خاطر
 بینندگان شود نه چندان اختصار که شارب ان زلال سخن به حکام و دولت آن به عطش مانند
 بکار برده اند و انداپسند خاطر طباعان ثروت نگاه باد و از طعن و تعرض کوتاه میان در پناه
 غریق خجالت انتمانامرد به فدای عفا الله عنه درین پیرا کند گیاه اوقات اصلا
 دماغ سخن سرائی ندارد و این چند فقره نادرست که بیاس خاطر عاظر ملازمان مؤلف
 صاحب سلمه الله تعالی از مکن قوه بفعل آمد تسکیر ایند و توانا بجای آورد اکنون بر نظم
 تاریخی اجتماع این مجموعه نادر یادگار و وارود صادر اختتام کلام است زیاده ازین
 مرجو انماض از سهو و خطا و اسلام مشنوی

صفای سخن نازک خیال بیاض پر از نظم هندی زبان ز به تذکره گو یا ترتیب داد بسال بهالین سر انجام یافت غریق از نگاه پوی فرستگما	سبق برده از همسران در کمال بے خاطر شاعران زمان بمشنر روان بوسے تطیب داد ز پر گندگی زیب فرجام یافت سمنش یافتیم تازه تر رنگما
---	---

از جناب صاحب عالم شاهزاده فریج الشان مرزا عمر سلطان بهادری و مرزا قیصر سخت بهادر و فرزند رشید و شاکر و جناب مرزا قادر بخش بهادر صابر بلوخی مؤلف تذکره گشتان سخن	شد چو تجر آفرین کلاک صفا ز در قسم تاریخ آتش فروغ
از جناب شاهزاده مرزا مسرت شاه صاحب بهادر و مرزا مسرت بلوخی مقیم کانپور	دیدیم کمال لطف آمود مرآت خیال او بفرمود
چون تذکره صفا مسرت تاریخ نجواستیم از عقل	۱۲۸۹ ۱۲۹۴

حسد خدا تاج سر مدعاست	در بدیهه رقصه فکر ساست
نعت بنی گربو در کلام	ملک معانی نه پذیر نظام

ای خوشا نصیب ریخته گویان هند که صفای صفوت کیش مروت اندیش
 بتقاضای همت والای خویش با وصف هجوم معاش و معاد که بیشتر مهرش در
 کسب آنها صفت خوان جبریده فقدان فرصت است محتما و دو چراغ نور
 بر طبع نازک خود گوارا ساخته بار و در عایت احدی از سخن نیجان روزگار شیوه داد گسترای
 و حق پرده ای از دست انصاف نداده کشیده فطرت بلند و لطیف را چندی است تذکره
 سوز و مان حال فرخ فال تالیف نموده است گویا با هو سناکان ذوق اشتها رکنا و عرس
 نریایه افکار نور سیده راستا پام برهن منت شایان فرموده چرا و چگونه خوش نشان
 زمان این مصرع دعائیه رو بروی چنین سن یاد آورنده اهل حضور و غویب و ارباب
 قرب و بعید و در زبان خود بانسانند مصرع ای وقت تو خوش که وقت تو خوش کردی
 سبحان الله کلدسته انجمن است یا شمع بر تری گنجینه اشعار است یا سفینه گوهر آیدار
 تاریخ کتاب است یا مجمع احباب تذکره است یا تبصره تسخه است یا شفا را اعلیل صحیفه
 ایست یا خولان تحلیل تازه تر گلستان است یا جذر و مد بحر عمان چه فکر معقول پیدا
 کرده اند که براسه تطابق و توافق زبان و کلام شعر و عبارت ترجمه حافظه سخن آفرین
 نیز نریان آورده و بر نگاشتن مناسب تر شمرده آفرین بر راسه گزین و اندیشمندانش
 که تحریر تر ریخته بدو وجه بسیار گسپ و مطبوع افتاد که آنکس فی زمانه در کشور هند در
 جمله فائز و مکتوب همین زبان رواج پذیر است و دوم آنکه مناسبت نشر اردو
 با نظم اردو و خیل خوشتر و خوشگوار آمد محاوره و روزمره بیان را چندان صاف
 و شسته نوشته اند که جان سلاست بر هر حرفش شیدا است و بی اعصاب و تخلص
 مؤلف از صفای کلام کلام صفا پیدا است از آنجا که خیر الامور اوسطها کلام خیر و برکات

لکھ اعداد از روی ترتیب حرف	کہ تا غنچہ دل کھلاوے صبا
شمیم سخن کو صبا تھی ضرور	اسی واسطے مادہ یہ لکھا
از سید کفضل حسین صاحب	کفضل دہلوی شاگرد مرزا صابر بہادر
صفا با صفا تذکرہ چون نوشت	زمرہ شہرہ اشس تا بہ ماہی شدہ
کفضل چہ خوش سال اتمام گفت	کہ جاوید کفضل الہی شدہ
از منشی لال صاحب راجت	تتو طریضیہ قسیم دہلوی شاگرد مرزا صابر بہادر
ہی نام انکا مولوی عبدالحی صفا	یہ تذکرہ جنہوں نے لکھا بمیشال ہی
تاریخ کی تھی فکر جو راجت تو بولادول	لوے صفا شمیم سخن نام سال ہی
از منشی عبد الرحمان خان صاحب	سحر ناسی شاگرد مرزا صابر صاحب بہادر
کرد چون نمونہ سرائی بلبل طبع بلند	ست شد عالم بہ اصفاے صد کجائفا
باقی غیبی دم فکر سن تالیف سخن	گفت بار گلشن فکر صفاے اصفا
از منشی شتاب خان صاحب	پہر مختار کار عدالت دہلوی شاگرد مرزا صابر بہادر
نظر سے جو گزری مری یہ کتاب	کہ ہی غم زد و دوا کرد و رانتا
بے سال تاریخ دل سے سپہر	یہ اظہار قدرت کیا ہی کہا
از منشی نادر علی شاہ خان صاحب	شیوخ را میپوی نظر عدالت لکھنوی شاگرد
زین تذکرہ شد ہم بدل خوش حالی	مملوست ز حسن و ز قبح خالی
سال اتمام اول نوشتہ ای شوخ	بوسے گلستان خیال عالی
از سید محمد سلطان صاحب	عاقل دہلوی شاگرد مرزا صابر بہادر
ابر کلک صفا ترشح کردہ	داد آکب بہ باغ فکر بے اندازہ
چون کرد خیال سال عاقل ہاتھ	فرمود بشد گلشن معنی تازہ
از مولوی رفیع صاحب	شاگرد دہلوی ضلع بلند شہر و کیا عدالت دیوانہ ضلع علیگڑھ

<p>قطعات تاریخ و تقریظ تصنیف تذکرہ از مفتی احسان الحق صاحب احسان مجلّص خلف و شاگرد مولوی فدا حسین فدا کوئیل عدالت ضلع علیگڑھ</p>	<p>یہ اسن تذکرہ ایسا ہونا در زروے جان بے کسر سال تانیف از شاہزادہ مرزا عبد الغنی صاحب ہوشی اگر دھڑا قاضی صاحب دھڑا ہوشی</p>
<p>صف یا تذکرہ تصنیف کردہ زار شد خواستم سال تماش از مولانا علی محمد حسین صاحب امجد تیس بدایون شاگرد جناب مولانا افاق علی</p>	<p>کہ وجہ الشراح اہل فن ہر لکھا آرایش بزم سخن ہر دیاد رسک خوش گوئی کہ سفت کلام متخیر آب بقا گفت</p>
<p>صفائے جو امجد صفائی کے ساتھ کیا جس میں بالکل ہر ذرت کا کام نئی طرح کی جس کی ترتیب ہر بین تختے طر حدار ابواب فیض ہیں ابیات خاطر فریب بشر فواصل سے اسباب سے چاق و چمت یہ کیسے گل تازہ ہو سچے ہم بسی مغربین میرے خوشبوئے سیر غرض میں گیا اور کی اسکی سیر معنا میں کے گل بوٹے معنی کے بار یہ دیکھی جو کیفیت جان نسا لکھی تب یہ تاریخ اتمام سیر</p>	<p>شمیم سخن تذکرہ یہ لکھا ہر اک کمازہ گلزار پھولا پھولا بندھے جیسے اچھے چین کی ہوا ہر اک کی روش ہی ہر اک سے جدا کہ جن پر فرشتے ہوں جان سے فدا بندھا جن کا اوتا دسے اک سرا نہیں عقل میںیری آتا ذرا میں اسکے نظارہ کا عازم ہوا نظر آیا گلزار معنی کھلا بسا البحر عسر دضی حبا کہ جس سے مرا غنچہ دل کھلا وہ ہی مادہ صریح لفظ عیب</p>

خدا جانے کیا بات ہو اس میں مخفی	کہ اس ظلم پر مجی کو بھاتا بہت ہی
مطلوبہ تخلص فضل النساء بیکم زن پرودہ نشین مقیم کوہ شملہ۔	
کیون نکپاش نہ ہو زخم جگر پیر ہر دم	مسکراتا ترا ہی رشک قمر وصل کی رات
اللہ اللہ رمی بدوشی جام الفت	جان و تن کی نہ ہی کچھ بھی خبر وصل کی رات
نظر لطف سے آنکھ بھی کبھی دیکھا کر	کیا گذرتی ہی تری چشم کے بیارون پر
ناز تخلص ایک شہزادی خاندان تیموریہ ساکنہ دہلی قبل از غدر بایام شباب شعر	
کتنی تھی گواہ بھی بقید حیات ہی مگر شاعری ترک کر دی ہے۔	
شور ہی اسکی پیوستی کا	بس نہیں چلتا وہ ان رسائی کا
کر غلامی علی کی تو اس ناز	ہو اگر شوق بادشاہی کا
تجسے روٹھا وہ یار جانی ہی	جان جانے کی یہ نشانی ہی
یاسمن تخلص حبیبی نام کنیزک سید انشاء اللہ خان انشاکی تھی صحبت مردے	
بات طبع تنہا تھی سید موصوف نے با تیل حکم شہریت ایک مرد مقول کے ساتھ اسکا نکاح	
کر دیا تیس روز نکاح سے بغیر لاحق ہوئے کسی عارضہ کے فوت ہو گئی شوہر میں اپنے آقا سے مشورہ کرتی تھی	
یاد آیا مجھے گھر دیکھے دشت	دشت کو دیکھے گھر یاد آیا
سر پہ کھلوا باغ خوشی نے مجھے	وہ جو منظور نظر یاد آیا
صبر جانار با قرار کے ساتھ	پر مری داسے جان تو نہ گیا
دختر ز سے رات صحبت تھی	شیخ جی کا مگر وضو نہ گیا

چند بندہ اس خمسہ کے لکھے جاتے ہیں۔

انعت اطہر میں ہر حبیب شخص کی محض غیبی	کسا کٹھنہم ہو جو کرے مع تری جیسے بنی
مرحبا سید مکی مدنی امیر بی	حبذا ذات تری مایہ حاجت طلبی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقی

تجسسے خندان ہر لب فتنچہ اسید امام	حق تعالیٰ نے کیا آپ کو ابراہیم اکرام
نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام	ہیں شجر اور حجر غرق سحاب اکرام

از ان شدہ شہرہ آفاق یہ شیریں رطبی

گو ہر مخلص گوہر یکم ایک کاہلی رسالہ دار کی بیٹی لدھیانہ میں امیرانہ بسر اوقات کرتی ہر اردو میں مثل اہل زبان مہارت پیدا کی ہے۔

پرا غفلت الم کبھی مجھے ملا کر
دیالوسہ مگر کچھ آئینہ بنا کر

ستم کر جو کر ظلم و جفا کر
یجا کر شرم کھا کر مسکرا کر

ماہ مخلص ایک صاحب عصمت باشندہ دہلی کا ہر جو سیان قطب الدین عرف سیان کالے صاحب مرحوم کی مرید صاحب دیوان تھی۔

باغ جنت بھی کوئی کوئی بود کار نہیں شیر کوچہ کوئی

ماہ کے دل میں نر انقض محبت جو ہر بار نہ گاہہ کبھی

محبوب مخلص نواب محبوب یکم صاحبہ مشکوٰۃ حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودھ۔

نخل گئی تن لاغر سے انتظار میں روح
ہمیشہ تڑپ سکی تیرے لیے مزار میں روح
رہ سکی بعد فنا کے بھی کوئے یا میں روح

اٹھا سکی نہ مصیبت فراق یا میں روح
نہ نکلی حسرت دل ایک بھی کہ موت آئی
نہیں ہو کر کی تنگی سے کچھ چین و غم

محقق مخلص سلطان جہان یکم زوجہ حضرت مرزا قادیان بخش بہادر صاحب شاہزادہ خاندان تیموریہ صاحب تذکرہ گلستان سخن۔

قسم خدا کی عسس کو بڑا ثواب ہوا

گندھائی دیکھیں خفقان خاک شراب

فاطمہ تخلص سلطان بیگم معروف بہ الدرداد و درد رسہ مدرسہ زمانہ دہلی فارسی خوان ہے۔

آپ کی مرضی پہنچنے پائی ہے | پھر یہ کیوں لیت لعل ڈالی ہے
قادری تخلص قادری بیگم ہمیشہ خرد کا طبع بیگم تخلص جعفری ساکنہ دہلی شاگردہ نصیر خرم

تیرس خدا جیسا ہے ایسا بت ترسا تجھے | عاشق زنجور کو اتانا نہ ترسائے
میں ہوں فقط اور تم نام نہیں غمیر کا | پاٹوں مری گود میں شوق سے پھیلائے

فہم تخلص حیدری بیگم عرف ماہ طلعت بیگم زوجہ حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودھ

کے کیا قیس پہ بھی فوق تمہارا وحشی | مر کے بھی دست جنوں سے نہ گریبان چھوڑا
ہو گئی نیند بھی ہمسایہ کی تاصبح حرام | میں نے نالہ جو کسی رات سر شام کیا
آنکھیں پھیرا کے ہو گئی میں سفید | کسی بت کی جو انتظار ہی ہے

قمر تخلص فرانسسہ زوجہ اشرف علی خان مسرور باہم زن و شوہر کے
کمال الفت تھی تین روز آگے پیچھے دونوں فوت ہوئے۔

جسے لوگ کستہ میں خورشید رخشان | شرارہ ہی یہ میرے سوزِ نہان کا
گر بن کمد و منہ بند غنچے سب اپنا | میں لکھتی تھا ہوں اُسکے دہان کا
خطرے مری آہ کے ایسا بھاگنا | پتہ لامکان تک نہیں آسمان کا
دباں حضرت دل تمکو زیست ہو جاتی | جو تھے لطف سبز زلف ہو ہو کستی
ہوئی ہوں تشنہ جامِ شراب ایسی باقی | اٹھو گلی گور سے ساتی سب ہو کستی

کستہ میر تخلص فاطمہ بیگم دختر نصرت الدولہ بہادر لکھنوی کی لونڈی کا تھا جو
پندرہ برس کی عمر میں علوم ضروری کی تحصیل سے فراغت حاصل کر کے بیٹل
برس کی عمر میں فوت ہوئی۔

نقاش نے اُس بت کا مرقع نقش جو کھینچا | ساعدیہ نہ پہنچا تھا کہ جو ہاتھ کو کھینچا

کیسی تخلص ایک شاہزادی خاندان تیموریہ کا ہے جسے خمسہ غزل قدسی کا کیا ہے۔

شمس الدین تخلص عالیجناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال مخاطب خطاب
رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلائے ستارہ ہند و کروں آف انڈیا زمرہ و الیاء ریاست
ہند میں مقننہ مجمع اوصاف بے پایان ہیں خوش خلق و صاحب جود و ہمت ہیں دربار قیصری
دہلی میں تہذیب و نشان پایا نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند نے باقتصاص خاص ملاقات
کی صاحب دیوان میں انتظام نظم و نسق ریاست میں بے نظیر ہیں سال ولادت ۱۱۵۵
ہجری ۱۷۴۲ء ہجری میں ۹ سال خلعت ریاست بیکم گورنمنٹ پایا اور عرقہ شہنشاہ
۱۷۵۵ء ہجری کو زینت افزائے مسند حکومت ہوئیں ارکان فیض و کمال کی قدردان ہیں
پہلی سی رکاوٹ نہیں اب ہر نظر لطف
کافر کیا محک کو بھی تری زلف نے کافر
قابل پا بوس کیا ہم بھی نہیں ہیں آپ کے
عرش تک جانا تھا یا اب کان تک جانا نہیں
در و سراق ہی میں سدا مبتلا رہے
صدر تخلص نواب صدر محل صاحبہ رئیسہ لکھنؤ صاحبہ دیوان ہند
میں نے بلا میں لینے کو ہاتھ بڑھا جب دھر
شمع جلانے آئے ہیں آج وہ میری قبر پر
خبر و رت تخلص شرف النساء بیگم زوجہ مرزا کوچا بہادر خاندان تیموریہ میں ایک نامی عورت تھیں
سہ سبز رہے باغ سدا دین غنی کا
یار رہے شاداب ہمیشہ چمن دین
ضمیمہ تخلص ضیائی بیگم نام زوجہ حکیم الور علی لکھنوی یہ شاعرہ فاضلہ علوم عربی
و فارسی کی ہے۔
تمہارا ہے ہمارا ہے نہ آٹھ سیکھا خطاب ہرگز
آٹھ تو کو کو کر آٹھ بناؤ کہ تم ہونا کہ میں نہ ہونا

میں نے پوچھا قتل محک کیجیے گا سطر ح
بوسے غفلت سے کبھی گاہ بے گاہ تیرے
سوئے ہیں شب جو چھ کھلے زلف یار کے
شرشاد گرد سایہ قامت چمن میں ہیں
عابد تخلص نواب امراؤ بیگم دختر نواب محمد یوسف علی خان مرحوم والی رام پور
وزوجہ نواب زمین العابدین خان فوجدار ریاست جی پور علم و فضل میں یکساں ہے۔
کشتہ میں امی لاغری ہم رنگ گندم گون گون
عالم تخلص نواب بادشاہ محل زوجہ منکوحہ حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودھ
متخلص بہ اختر کاہریہ عورت ہوشیار و ذی علم صاحب طبع رسا اور صاحب دیوان ہر
ستارہ نوا زمی میں پوری مہارت رکھتی ہے۔
گذاری رات ہماری تا رہی گن گن عالم
عالم وہ ترے ہونگے طلبگار اسی دن
عشرت تخلص نواب عشرت محل زوجہ شاہ اودھ مقیم کلکتہ۔
گرمی عشق مانع نشو و نما ہوئی
عصمت تخلص عصمت نام ایک عورت باشندہ دہلی کی لکھنوی سیر کی ہو با فعل
لاہور میں عورات پر وہ نشین کو تعلیم علوم کرتی ہے۔
لب ہوئے بند نام احمد سے
عفت تخلص نجم النساء بیگم ساکنہ لکھنؤ صاحبہ دیوان گرد و لوی مقصود عالم مقصود رئیس بہانی
ہم جو ای جان جہان سے بچر جاتے ہیں
غریب تخلص امیر النساء بیگم زوجہ سیر برکت علی ساکنہ پٹنہ۔
نوا و روہ تو جلنے لگا میرے نام سے
گھلتا نہ تا بمرگ مرا یہ عالم
دل سرواب تو آہ شرر یار نے کیا
رسواے شہر نجو دل زار نے کیا

<p>جہان کے ہر طرف ہم بھی بہار رکھتے ہیں</p>	<p>مثال اللہ کے دل و انداز رکھتے ہیں</p>
<p>میں جانتی تھی آنکھ لگی دل کو شکہ ہوا</p>	<p>کم نجات کیسی آنکھ لگی اور دکھ ہوا</p>
<p>سلطان شملخص سلطان بیگم لکھنوی</p>	<p>دختر نواب محمد الدولہ بہادر لکھنوی</p>
<p>کب تک یہ تیرے ہجر کے عہد تھا دل</p>	<p>در ہی رہی کہ جان سے اپنی نہ جائے دل</p>
<p>تھی وہ نگاہ یا کوئی ناوک کا تیر تھا</p>	<p>ملتی ہی آنکھ رہ گیا میں کنگے بارے دل</p>
<p>شرم شملخص س النساء بیگم بنت حکیم قمر الدین شاگرذ خواجہ وزیر لکھنوی</p>	<p>وطن اصلی انکا بنارس و سکون لکھنوی تھا۔</p>
<p>جو تیری کامل مشکین کی بوسبالی</p>	<p>دماغ عرش پہ اس خاکسار کا پہونچا</p>
<p>پڑے جو عکس گل ترنہ زار بن جائیں</p>	<p>کہ شاخ گل سے بھی نازک ہی یا رکھنا پہونچا</p>
<p>دو تون زلفون کا تری آیا جوشت نال</p>	<p>پر لگئیں بانوں میں میر و دین زنجیرین دو</p>
<p>درد دل دور ہو اسینہ کی سوزش بھی گئی</p>	<p>شربت و صل میں تیرے میں یہ تاثیرین دو</p>
<p>یا بہانہ سے گلائیں اسے یا خط ہی لکھیں</p>	<p>شرم کیا خوب یہ جو جبین میں تدبیرین دو</p>
<p>شوخی شملخص گنا بیگم زوجہ نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر نظام شملخص وزیر</p>	<p>عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی بڑی لائق عورت تھی بعض تذکرہ نویسوں نے اسکا نام شملخص</p>
<p>دخاندان میں بہت اختلاف کیا ہے۔</p>	<p>تھی بعض تذکرہ نویسوں نے اسکا نام شملخص</p>
<p>شمع کو چہرہ دلدار سے کیا ہی نسبت</p>	<p>کیونکہ یہ ہر رخ خندان دم ہی رون صورت</p>
<p>ترے منہ کی ٹہلی دیکھ کر کل رات حیرت</p>	<p>زمین پر لوٹتی تھی چاندنی اور شمع روتی تھی</p>
<p>اب خواب میں ہی وصل ترا ہو تو ہو</p>	<p>ظاہر میں تو ملنے کی ہمیں آس نہیں ہی</p>

شاہ نصیر دہلوی یہ شاعرہ پاکدامن تاحیات ناکتخا رہی۔

نہ کیوں حیرت ہو یا رب وہ زمانہ آگیا نہ
حیا ڈھونڈھے نہیں ملتی برائے نام سو کوکس
حیدری تخلص حیدری خانم زوجہ بشارت اللہ خان دہلوی ستر برس کی عمر پہلی
قبل از غدر شہ عفت ہوئی۔

حیدری نام ہی ترا کیا خوب
جو کہ تجسے پھر اوہ حیدر سے
خاکسار تخلص ایک عورت باشندہ دہلی محلہ کشمیری دروازہ کا ہی جو اپنے نام کا
اظہار مناسب نہیں خیال کرتی ہے۔

لکھا نصیب کا کوئی مٹانہیں سکتا
کسی کے درد کو بھرم مٹانہیں سکتا
تخلص بادشاہ بیگم بنت چھوٹی بیگم سالنہ دہلی محمد یوسف سادہ کار کشمیری کی
نواسی لطن چھوٹی بیگم و نطفہ بلاک صاحب بہادر سے پیدا ہوئی اور کسی انگریز کی
زوجیت میں داخل ہوئی ہر زبان انگریزی و فارسی اچھی جانتی و خوش خطی میں ہمیشہ ہے۔

خود شوق اسیر کی چھنے دام میں صبا
شمرندہ ترے ایک بھی دانہ کے نہیں ہم
جن سے ہم اشنائی کرتے ہیں
ہم سے وہ بیوفائی کرتے ہیں

خورشید تخلص ایک سید زادی باشندہ دہلی کا ہی مرثیہ خوب پڑھتی ہے
شعر مند رجبہ ذیل تذکرہ چمن انداز سے لکھا جاتا ہے مگر حضرت مادر مولف تذکرہ مذکور
کو اس شعر کی نسبت اشتباہ سر قہ ہے۔

ای جذبہ دل کیونکہ اجازتوں میں نہ جگو
ہر سخت کشش تیری وہ ایسا نہو در جا
وطن تخلص وطن سلیم المعروف بہ نواب بہود ختر نواب انتظام الدولہ اور زوجہ
نواب آصف الدولہ بہادر والی اودھ کا ہے۔

بیان میں کس کے گردن ہلکے اگلے دل کا
بہا ہی پھوٹ کے آگھوں کے آبلہ دل کا
یہ دل کا دل ہی میں ہو ویکھا فیصلہ دل کا
تری کی راہ سے جاتا ہی قافلہ دل کا

یہ شاعرہ
بہمنی
تخلص شاعرہ
چمن
نوازی
بیگم

چمن

غزوہ حسن پور سے وہ باقی جہانچہ کرتا ہی	یہ نوبت چند روزہ ہی جب کاجی چاہے
جمعیت شخص و نام ایک جیسائی عورت ساکنہ دہلی کا ہی جو سیر از بسن صاحب کی	زوجیت سے ممتاز ہی والدہ اسکی ہندوستانی اور باپ انگریز تھا یہ عورت انگریزی فارسی
و جہا شامین اچھی ہمارت کھتی ہی علم موسیقی سے واقف اور آرد و جہا شاکلی شاعر ہی۔	موسوم کی خوبی ہی قیمت کا ہی احسان
خدا کے رو برو جانا مذمت تک جو جاری ہو	رہتا ہی خفا مجھے جو دلبر کئی دن سے
حاکم تخلص کسی عورت پر وہ نشین دہلوی کا ہی۔	اکوئی نیکی نہ بن آئی اُسی کی شرمساری ہو
دشمن کا شکوہ تم نشین ستے نشین ہی	سیرا ہی غم سنو نہ اگر ناگوار ہو
حجاب تخلص عسکری بیگم لکھنوی طامحہ زمان اصفہانی کی بونی اور محمد علی خان سجا	کی شاگرد ہی سابقاً اسکے مکان پہ مجلس شاعرہ منعقد ہوتی تھی مگر اب حجاب نے پردہ حیا شہر پر
لیکر نکاح کر لیا ہی ایک غزل اسکی مشاعرہ لکھنؤ میں جو باہتمام منشی نولکشور مالک مطبع	اودھ اخبار منعقد ہوا تھا پڑھی گئی تھی جسکا ایک شعر درج ذیل ہے۔
رات کو آئی گے ہم صاف مٹا یہ ہی	وعدہ وصل کیا اسنے دکھا کر گیسو
حجاب تخلص ایک عورت پر وہ نشین کا ہی جو دراصل کشمیری ہی اور فی الحال	بہمیت اپنے شوہر کے بمبئی میں مقیم ہے۔
کہا جانے جلالہ دت دیدار کو اپنی	جب تک کوئی بادین خونبار نہ ہو
حجاب تخلص نواب بیگم عرف چھوٹی بیگم دختر نواب اعظم علی خان فرزند نواب مشتعل الدولہ	بہادر برادر غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ ۱۲۵۵ھ ہجری میں پیدا ہوئی فی الحال کلکتہ
میں مقیم ہی صاحب دیوان آردو بھی ہے۔	نیکہ تصویر حجاب اسکو سراپا دیکھو
نیکہ تصویر حجاب اسکو سراپا دیکھو	ستھ سے بولو نہ کچھ آکھو نہ سے تماشا دیکھو
حیا تخلص حیات النساء بیگم معروف بہ جھوراسیگم بنت شاہ عالم بادشاہ دہلی شاگرد	

زوجہ ہی اور ہر کاب سلطان موصوف کلکتہ میں تقیم ریختی لکھتی ہے۔	
میری لکھی چوٹی کی لیتی خبر ہو	نہیں مجھ کو دو بھر تو کھانا تمھارا یہ احسان ہی سریر دو کھانا تمھارا
پارسا شخص پارسا نام دختر کلان نواب میرزا محمد تقی خان ہوس نیشاپوری لکھنؤ تأجیات اپنی ناکتخابا عصمت و عفت رہی نواب آصف اللہ ولد بہادر قرابت قریبہ لکھنؤ	
تن صورت حباب بنا اور بگر گیا	یہ قصر لا جواب بنا اور بگر گیا
چلتا نہیں ہی ابلق ایام ایک چال	اکثر یہ بدر کاب بنا اور بگر گیا
تشریف تخلص نثری بیگم زوجہ میرزا علیخان وظیفہ خوار شاہ دہلی جو بعد فوت اپنے شوہر کے اگرہ چلی گئی ہے اور اب شوق شعر گوئی بھی ترک کر دیا ہے۔	
بتا دین ہر تمھارے کمال شکون کو کیا سمجھے	سیہ بختی ہم اپنی یا اسے کالی بلا سمجھے
چیدھر دیکھا اٹھا کر نیم بسمل کر دیا اسکو	تری شرکان کو ہم سو فابہکان قضا سمجھے
جانی تخلص بیگم جان المعروف بہ بیگم دختر نواب قمر الدین خان ساکنہ کلکتہ ٹوبہ گیات اودھ میں ایک باسلیقہ اور سربر آوردہ عورت تھی شعر اچھا لکھتی اور استعداد فی الہیہ شعر کہنے کی بھی رکھتی تھی۔	
بیان میں کس سے کروں جا کے اب گلہ دل کا	یہ دل کا دل ہی میں ہو دیکھا فیصلہ دل کا
نہیں مانے مرے غم جگر پر	یہ اسکا خندہ دندان نہا ہے
نہیں ملتی کسی عنوان سے	شب غم بھی کوئی کالی بلا ہے
جعفری۔ تخلص کالمہ بیگم نام شاگردہ شاہ نصیر مرحوم ساکنہ دہلی اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی کے عہد میں تھی۔	
ساقیا مجھ کو ترسا غر پلانا یاد ہے	کلمہ لا تقظوا سے دل چھکانا یاد ہے
کہا منصور نے سولی پڑھ کر عشق بازوں سے	یہ اس کے بام کا زینہ ہے آئے جس کا جی چاہے

و مضمون آفرین رکعتی ہر قدسی کی نعتیہ غزل کا خمسہ بھی عمدہ لکھا ہے جو رسالہ موسوم بہ حدیث قدسی میں چھپا ہے میں چند اشعار عاشقانہ لکھتا ہوں۔

آستان پر ترے پیشانی کو کہتے کہتے	سہری غائب ہوا جس میں کہ تر اسود اٹھا
اک آہ شعلہ بار سے دل کو جلا دیا	لو آج مجھے اُسکا بھی جھگڑا امٹا دیا
لکھ کر چوبیس اناج زمین پر مٹا دیا	اُنکا تھا کھیل خاک میں ہنکوا ملا دیا
تقصیر یا رکری نہ قصور عدد ہی کچھ	اختر ہمارے دل ہی ہے ہنکوا جلا دیا
تیغ نگاہ یا رکادو نوں پہ وار ہی	لکھ کرے ادھر جگہ پر ادھر دل لگا رہی

امرا و تخلص حسینی بیکم ایک پردہ نشین دہلوی ہے۔

باغ عالم میں چھڑانا تھا اگر بیون سے	پہلے ہی سبزہ بیگانہ بنا یا ہوتا
گوچہ منظر رنہ نہی خانہ نشینی میری	تو مجھے ساکن ویرانہ بنا یا ہوتا

بیکم اللہ تخلص بیکم ساکنہ دہلی اسکی والدہ ولایت زاہری اور یہ منشی انعام اللہ کے تلمذ سے فخر اڑتے۔

تیری الفت میں یہ حاصل ہوا ہے	کہ مضطرب دل کا ہے تپان ہے
نہ کیجے نارحس عارضی پر	نہ سمجھو یہ ساری عین ان ہے

بہو تخلص بہو بیکم زونہ نواب محمد یوسف علیخان مرحوم ناظم تخلص والی ریاست یام پورہ

شب بزم ملاقات میں برچند یہ چاہا	آنکھیں تو لڑاؤن ذرا اُس رشک تر سے
پر خوف ہی دل میں مرے آیا کہ ہے ہر	نازک ہے نہ دب جا کے کہیں بارِ نظر سے

بیکم تخلص ہمت میر محمد تقی میر صاحب دیوان بھی۔

برسون کس کیسوں میں گرفتار تو رکھا	پھر کہتے ہیں کیا مجھے تمہیں مار تو رکھا
کچھ ادبی اور شب وصل نہیں کی	ہاں یار کے خسار یہ خسار تو رکھا

بیکم تخلص رشک محل بنجائین سلطان واجد علی شاہ بادشاہ سابق اور محل متاعی

آفتاب تخلص حمید بن بابی طوائف ساکنہ کلکتہ چھوٹی بہن بی بی بائی جباب تخلص کی ہر

نقاب اس بت سے تو ملنا نہ ہرگز	وہ ظالم ہر ستائیکا ترا دل
دور سے ہر دم جان میں میں تنہا رہ گیا	یہ نہ بولا با سے کوئی ایک ہیما نہ اسے

نورین تخلص سماء نور بن ساکنہ فرخ آباد۔

مارا تھا تری زلف کے گل جب کو گلبدن	باغ جہان سے آج وہ بیمار اٹھ گیا
------------------------------------	---------------------------------

نوشاہ تخلص امجدی جان ساکنہ رام پور بڑا بھٹہ شاگرد میر صادق علی مائل۔

آسمان صبح کو عاشق سے عوض لیا ضرور	جیسے لوٹے ہیں خیر چار پہ وصل کی رات
-----------------------------------	-------------------------------------

وزیر تخلص وزیر بیگم طوائف ساکنہ خیر آباد ضلع سیالپور۔

نہیں جب ثبات دینا تو مجھے تر اگلا گیا	مرے ساتھ عہد کیونکر ترا استوار ہوتا
---------------------------------------	-------------------------------------

مجھے کب غفور کستا کوئی ای کریم و رام	کسے بخشا جو کوئی نہ گستاہنگار ہوتا
--------------------------------------	------------------------------------

یاد تخلص کسی دہلی کی شاہزادی کا تھا جو اپنی شامت اعمال سے زنا کاری میں

مصرف ہو گئی تھی بوجہ اس کے زانیہ ہونے کے کلام و حال اسکا اس جگہ لکھا گیا۔

عبث فکر درمان ہر اے اقربا	کہ اب یاد تو یان سے چلے کوئی
---------------------------	------------------------------

سراخام غسل و کفن کر رکھو	تن زار سے جان لکھنے کو ہر
--------------------------	---------------------------

یاسمین تخلص توسن نام طوائف ساکنہ سہارنپور۔

دل میں میرے زخم ہر تیغ نگہ کا چارہ گر	فائدہ دیگانہ چھا ہا ہر ہم زنگار کا
---------------------------------------	------------------------------------

تیرے تیرے اگر چاہا نہیں ہر میرا خون	سرخ ہر پھر کیلئے ظالم دہن ہو فار کا
-------------------------------------	-------------------------------------

تپ کی شدت میں کسی زہر چوبین کا تھا خیال	جو پڑا تجالاب پر شل خستہ ہو گیا
---	---------------------------------

دل کی بیباکی نے رسوا کر دیا ای یاسمین	تذکرہ اپنے جنوں کا اب تو گھر گھر ہو گیا
---------------------------------------	---

فصل دوم مذکرہ عورات پر وہ شہین بھمت بہترین و فہمی

اختر تخلص لواء اختر محل رئیسہ دہلی خاندان تیوریہ میں نامی شہزادی ہر طبیعت عالی

<p>نازک^{۴۲} تخلص نقی جان نام مرزا شاہ رخ بہادر مرحوم کی گانہوں میں تھی بہترین جان طوائف کے ڈیرہ میں داخل ہوئی بڑی ہوشیار و فتنہ پرداز عورت تھی فارسی لکھی جانتی تھی</p>	<p>کہتا ہوں میں خدا سے یہ اب جبرائیل دل نازک شب فراق میں اتنا نہ رویے</p>
<p>ایسا نہ کہ میرا کسی بہت پر اسے دل اشکوں کی جانکھ نہ پیرین لختہ دل</p>	<p>نجمین تخلص و نام ایک عورت بازاری دہلی کا ہے۔</p>
<p>نرگس نے چھالیا ہے ہمارے مزار کو</p>	<p>نرگس نے چھالیا ہے ہمارے مزار کو</p>
<p>نرا گیت تخلص ریحون نام طوائف باشندہ مارنول نواب حاجی مصطفیٰ خان شیفتہ ایام شباب میں اس وقت روزگار پر مائل تھے بعد جب نہایت شرمی سے تائب ہوئے اس سے بھی تعلق قطع کر دیا شیفتہ مرحوم کی صحبت نے اسکو شاعر بھی بنا دیا۔</p>	<p>بہتر لفظ بقید آرا نگہوں میں آگیا ہر غیب آنگہوں میں ہو رگ گل بھی غار آنگہوں میں</p>
<p>پڑا ہر خون دل سے قدم تک چل جا میرے کیونکہ نہ میں قربان ہوں جب کے ہر نازے ہم بڑی دشمن کو چھپاتا ہے تو قاصد</p>	<p>بنایا ہے مجھے گویا کہ خاک کو سے قاتل سے ہم کو جفا کا شوق ہوا بل و فانیان کون ہے کہتا ہے کسی سے کوئی نادان خبر ایسی</p>
<p>نرا گیت تخلص کند و نام بنت حسینی طوائف دہلوی میر و احد علی لکھنوی شگفتہ</p>	<p>جیو پور کی شاگرد ہر ستار عمدہ بجاتی ہے۔</p>
<p>خواہش دین نہ کام دنیا سے نہ بوسہ رخ کا دیتے ہیں نگہیں چھوٹے ہیں</p>	<p>میں طلب کار ہوں تو تیرا ہوں یوں ہی اک عمر گزری تو کبھی و شام کرتے ہیں</p>
<p>نرا گیت تخلص ایک شاہد بازاری مقیم بمبئی کا ہے۔</p>	<p>اسی سے ہر درد و الم عاشقوں کو</p>
<p>یہ جو نقش الفت مٹانے کے قابل</p>	<p>یہ جو نقش الفت مٹانے کے قابل</p>

<p>عدو سے بحث ہو کچھ مجھے گفتگو تو نہیں کن اداؤں سے شب وصال و شربابین جوش حسرت اٹھا نگاہ کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے کچھ آئے آہ کے ساتھ بات بتی جو ہم آنکے لب گو یا ہوتے گد گدی سی جگر میں اٹھتی ہر</p>	<p>بڑھائیں بات کسی کو گلہ سے مطلب کیا کچھ تبسم سالب ناز پہنچی نظریں جی بھڑ آیا بس اک نگاہ کے ساتھ دل کو بے درد چھپیل کر نکلی دیکھتے آنکھ سے کیوں خون تمنا ہوتی چھڑتا ہی کسی کا ناز</p>
---	--

ناز تخلص بی جان نامے طوائف ساکنہ فرخ آباد۔

<p>نور الیہا جو ناز میں لسنے اٹھا کے ہاتھ نار تخلص بیتی آرا بیگم بنت گمانی خام ہمارے پائوں کے ناخن کی ہستی ہوتی ہمارے عین لکھنے پر ہزاروں داکر تیرے بہ آنکلی عین عنایت ہی کرم ایڑا دکر تیرے ابتدا ہی میں انتہا کر کے بڑا دھوکا ہونا آشنا کو آشنا سمجھے</p>	<p>نور الیہا جو ناز میں لسنے اٹھا کے ہاتھ نار تخلص بیتی آرا بیگم بنت گمانی خام ہمارے پائوں کے ناخن کی ہستی ہوتی ہمارے عین لکھنے پر ہزاروں داکر تیرے بہ آنکلی عین عنایت ہی کرم ایڑا دکر تیرے ابتدا ہی میں انتہا کر کے بڑا دھوکا ہونا آشنا کو آشنا سمجھے</p>
--	--

ناز تخلص امیر جان بنت گوہر جان طوائف ساکنہ لکھنؤ۔

<p>کیا چلے جاؤ گے اب چھوڑ کے بسمل مجھ کو صفت شمع جلا یا سر محفل مجھ کو</p>	<p>اور نہ مان ہوں کوئی دم کا ذرا تھرو تو گرمیاں یار نے کیں غیر سے جیے آگے</p>
--	---

ناز ان تخلص ننھی جان طوائف عرف چھل بل ساکنہ کلکتہ۔

<p>ہاں رفیق ایک ہو کھلا تو مراد دل نکلا پھر تڑپتے ہوئے دیکھا تو مراد دل نکلا</p>	<p>ساتھ فرقت کی مصیبت میں کسی نے نہ دیا سہل اک غنچہ پیر مردہ سمجھ کر پھینکا</p>
--	---

نازک تخلص زینت جان دہلوی۔

<p>ہر نالہ و زاری کامری شور و نلکے تک پرودہ بت کھفام کوئی کان دھری</p>	<p>ہر نالہ و زاری کامری شور و نلکے تک پرودہ بت کھفام کوئی کان دھری</p>
--	--

<p>قتل منظور اگر ہو تو چرماؤں ابرو لبس رہی ہو کیا کسی کی زلف میں کون سوتا ہو گلے لبثا ہوا</p>	<p>ہم قومیت سے گلے ملتے ہیں تلواروں پر آج کچھ ہنسی ہوئی آتی ہو روح نازک تر تادل ہو اٹھلاتی ہو روح</p>
<p>ناز تخلص گلاب طوائف ساکن آ رہ ضلع شاہ آباد شاعر و خواجہ نضر الدین حسین سخن دہلوی۔</p>	<p>ناز تخلص بندہ جان طوائف عظیم آبادی علم انگریزی و فارسی میں اچھی ہمارا ہی سہوئی کام بھی خوب کرتی ہو حکیم آغا حسین ازل کی شاگرد ہو۔</p>
<p>امید زلیست کیا نفس و لبین ہر اب فرقت تیغ نگاہ بار میں</p>	<p>پھر جذب دل دکھائیگا اپنا کمال کب نیجان کی طرح تیر پاتی ہو روح</p>
<p>شب وصل کرتے ہو عاشق سجت ارے آسمان میرے نالوں سے ڈرتو چھٹا ہوں میں یاروں کا بھلو ہوں وہ خنجر یہ سرد و زون حاضر ہیں اس دم</p>	<p>کالا ہونے چھبکڑا کمان کا ارادہ یہ رکھتے ہیں اب لامکان کا نشان کوئی اب مجھے کاروان کا ارادہ ہو دل میں اگر امتحان کا</p>
<p>ناز تخلص اچھی بی طوائف ساکن لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا فدا حسین قضا۔ دل جل کیا حرا رت داغ فراق سے</p>	<p>اس آفتاب حشر کا ہو گاز و ال کب</p>
<p>ناز تخلص امرا و جان طوائف ساکن سندھ ضلع بہروئی مقیم خیر آباد ضلع سیٹاپور بلا کی طبیعت بائی ہو کمر سنی و کم استعدادی پر قیامت آٹھائی ہو۔</p>	<p>درو تھانا لہ سلاسل میں شب عجران پڑی ہو شکل میں کیا ادا تھی تمہارے لبیں میں آرزو جگے آئیں تو دل میں</p>
<p>قید میں پڑ گئی گری کس پر کاش چھروائے مجھے کوئی گے لو تہی پھرتی تھی قصا ہمارا مانا نکلے نہ آرزو نہ سہی</p>	<p>درو تھانا لہ سلاسل میں شب عجران پڑی ہو شکل میں کیا ادا تھی تمہارے لبیں میں آرزو جگے آئیں تو دل میں</p>

<p>شاید کسی محروم کا ہی آبلہ دل اس صفحہ دل پر ہر تری آنکھ کا نقشہ دل میں سمجھا چشم کا بیار ہر جستی رہتی جی تو مشعل تھی رہائی تجھ کو</p>	<p>یہ گنبد چنچ ستم ایجاد نہیں ہو کیجے نظری جس کو یہ وہ صادق نہیں ہو جس نے میری ناتوانی دیکھ لی مستی چھوٹی جو ترے ہاتھ مگر چھوٹی</p>
<p>معتشوق تخلص بی صلحہ بیرون ساکنہ کلکتہ بی سیر و تخلص بہ پیری کی بر مشیر ہو۔</p>	<p>ہجر میں پہلو کو خالی دیکھ کر حیران ہو پوچھتا ہی جان سے میرا جگر دل کیا ہوا</p>
<p>مغل تخلص میا جان مشہور بہ مغل جان بنت امیر بگیم اعلیٰ والی پھاڑی واقع دہلی پر ریشی ہر گلاب شکر کشمیری دہلوی کے لطف سے پیدا ہوئی گائے سجا نے میں خوب صارت رکھتی ہر خصوصاً ستار نوازی میں شہرہ آفاق ہو۔</p>	<p>پانوں لگنے کو ترے کیا یہ جنت تھی میں نہ تھا و اسے ناکامی کہ وہ خلق خدا تھی میں نہ تھا یہ دل سودا کی کیا سارے خطا تھی میں نہ تھا ای مغل کیا کیجے اس گل کا سا تھی میں نہ تھا آشنائی نہ کر خدا سے ڈر</p>
<p>لغش خون آلودہ میری کیوں نہیں کی پایاں جب کہ اس قاتل نے قتل عام پر باندھی کہ زلف کے بوسہ پہ ناحق مجھے برہم ہو گئے شاح گل گلشن میں اس پر اس طرح دوڑا ہاتھ میو فادن سے کیا وفا ہوگی</p>	<p>پانوں لگنے کو ترے کیا یہ جنت تھی میں نہ تھا و اسے ناکامی کہ وہ خلق خدا تھی میں نہ تھا یہ دل سودا کی کیا سارے خطا تھی میں نہ تھا ای مغل کیا کیجے اس گل کا سا تھی میں نہ تھا آشنائی نہ کر خدا سے ڈر</p>
<p>مثنو تخلص منو جان ساکنہ کراٹال۔</p>	<p>پیر دعا ہر صبح دیجاتے ہیں ہم</p>
<p>تم سنو یا تم سنو ای جان میں</p>	<p>پیر دعا ہر صبح دیجاتے ہیں ہم</p>
<p>مہر تخلص جینا جان عرف کالی ساکنہ کراٹال۔</p>	<p>پیر دعا ہر صبح دیجاتے ہیں ہم</p>
<p>بوقت نزع بالین پر مگر آئے تو کیا آئے ہکو سینے سے لگانا چاہیے</p>	<p>دم آخر جو تھکا ایک دم دیکھا تو کیا دیکھا غیر کی چھاتی جانا چاہیے</p>
<p>مہر تخلص مہر طواف لکھنوی شاکر دادر حسین خان رضا لکھنوی۔</p>	<p>روئے تھا م کے ہاتھوں جگر و دل کی</p>
<p>ہے اُن سے جو گلہ درد جدائی کا کیا</p>	<p>روئے تھا م کے ہاتھوں جگر و دل کی</p>

تذکرہ شہید سمن

کما یہ دیکے جنازہ کو یار نے کا ندھا قرار و صبر و حواس دل و جگر چھوٹے شہید سمن ہیں ہمیں احتیاج غسل نہیں اگر خدا کے نہ قہر و غضب کا خوف آئے	سفر ہی دور کا یار و قدم بڑھا ہوے تھارے عشق میں آنچو تھے پرا ہوے کسی کی تیغ کے پانی سے میں نہا ہوے توں کے عشق میں بیشک خاک کیا نہ کرے
--	---

مزیب تخلص زیرین طوائف شاگرد میر یوسف علی یوسف لکھنوی۔ ہو گئی ہر شام اب تو تیرے کوچہ کے قریب شب کی شب نہ دے اوٹا لہذا نثر لیا	مستور تخلص مستور بیگم ساکنہ لکھنؤ۔
--	------------------------------------

خیران میں بھی نہ کسی سال کم ہوئی حوش مشتہری تخلص قمر جان عرف منجھو متوطن خیر آباد ضلع سیتاپور مقیم لکھنؤ بازار چوک یہ رقاصہ خوش خط خوش فکر خوش گلوں فن پرستی سے ماہر اور آغا علی شمس لکھنوی کی شاگردی سے سرفراز ہر فارسی شاعر بھی اچھا لکھتی ہر صاحب دیوان فارسی و اردو	راہی اپنا گریہاں ہے رقیو برسون
--	--------------------------------

انقلاب سحر و شب کے تماشے دیکھے قاتل کے ہاتھ پاؤں سے سخی نہ جا لگی پالا پترا ہی کس بت بد خو سے ای خدا اُس وقت آپ میری عیادت کو آئے تھیں ناقص ہیں نا زحس سے یہ بے نیاز یان دم اخیر جو بسل کی طرح دم پھر کا تشیخ کی لسا کدین فرشتے غفلت میں ہم آنکھ دیکھتے ہیں مٹے خاک میں جو گرد و نود و ن سے کافی ہر گ جان کے لیے نشتر شکران	کدے میں شہد ناز ہر رنگِ حن نہیں اپنے سوا کسی کو جو پہچانتا نہیں جب سن چکے گلے سے اترتی دو انہیں بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں قصا کے جیس میں یادہ قنفذ تو نہیں جانے کی وہاں محال بھی ہر ہر خواب بھی کچھ خیال بھی ہر مکین کیسے کیسے مکان کیسے عاشق کو ترے حاجت فساد نہیں ہر
--	---

ہی تجا بل خون ناحق کے چھپانے کے لیے	اپنے بسمل سے جو خود لپٹا ہی قاتل کیا ہوا
گوہر تخلص کو ہر طوائف ساکنہ پرتاب گڑھ ملک اودھ۔	
واغظو ہے کیوں تفسد ہی	صنچ پروردگار ہیں ہم بھی
آبرو کیوں نہ ہو عزیز ہمدین	گوہر آبدار ہیں ہم بھی
گوہر تخلص لعل بے بہا نامے طوائف باشعندہ لکھنؤ۔ خدا جانے یہ وہی گوہر	
ہی جو بالفعل گوالیار میں ہی یاد دوسری۔	
ٹھا ابھی ذکر تمھارا کہ ابھی تم آئے	میری تاثیر زبان کینچ کے لے آئی ہو
مردہ ای شوق ہم آغوش کہ جا کے نصیب	لیکے انگڑائی وہ کتے میں کہ فیدائی ہو
راہ میں مل گیا تجا نہ جھلے کو زاپہ	کعبہ کو جا ہی چکا تھا ترے بدکانے سے
لکھتی آرا تخلص و نام شاہد بازار سی سہا گنج واقع دہلی کا ہے۔	
ہم نشین ہیں وہ کہاں کوئی ٹھکانہ رہا	یا حسین وہ نہ رہے یا وہ نہ رہا نہ رہا
لطیف تخلص اللہ جوائی طوائف ساکنہ پٹنہ فی الحال علیگڑھ میں مقیم ہے۔	
آئے کا آس پری کے مجھے اشتباہ ہے	دروازہ کی طرف مری ہر دم نگاہ ہے
ماہ تخلص منجھلی سلیم ساکنہ دہلی۔	
ماہ کا بیدہ ہوا جا آہی آبرو دیکھ کر	دیکھ لو بیکر کے نکلا آج وہ شکل بال
ماہ تخلص ایک طوائف لکھنوی کا ہے۔	
کابل میں میرے دل کو گرفتار کر چلے	کالی بلا سے ہے اسے مار کر چلے
ماہ لقا تخلص ماہ لقمانے طوائف ساکنہ متحدہ آباد دکن راج چند لال	
کھتری کی سرکار میں ملازم تھی۔	
پیلے ہی سے چلا کے مرے دل کو گستا	ای مرغ سحر چپے ابھی رات بٹری ہے
محمور تخلص حسینی جان عرف بابی حسینی طوائف ساکنہ بنارس محلہ وال منڈی	

فرحت تخلص فرحت بیگم شاہد باز لدی فیض آباد کی رہنمی والی ہے۔	
دل میں ٹھنڈک ہو کر تو بھی نہ جب مجھ با سانپ کو چھیر لیا اتنو بلا سے کچھ ہو میری کیا تجھ کو شری تیری بلا سے کچھ ہو	میں جلون اور کرے غیر سیون کر فعل دل لگا یا تیری زلف رسا سے کچھ ہو میں نہ چھوڑو نگا سر زلف تباں ای دا
فرح تخلص فرح بخش طوایف ساکنہ کاشمیر۔	
ہمارے قتل کی تدبیر بے نقصیت ہوئی	نگاہ پاک کی شاییدی تاشیر ہوئی
فریدین تخلص فریدین نامے طوایف ساکنہ میرٹھ دہلی میں کچھ عرصہ رہی تھی حافظ عبدالرحمان خان احسان کی شاگرد تھی۔	
ایک بی زبان رکھو تو ہم کو زبان دو	اکرتی ہیرو سیاہ قلم کو زبان دو
قائل تخلص عجب بہ جان طوایف فیروز آبادی۔	
صد اوج صبا کی پہنچی ہمارے کانوں میں	تو شوق دل نے نکالا فرار سے ہم کو
فقیر عشق ہیں قائل خدا کے بندے ہیں	امید وصل ہی پروردگار سے ہم کو
کس تخلص کس نامے جنگلین باشندہ بازار بھرتیور۔	
آہ میں ہوتی اگر حضرت شبیر کے ساتھ	بارتی شمر مومے کو کسی تدبیر کے ساتھ
گنا تخلص گنا جان لکھنوی۔	
یقین کیجی دولت سرا میں یا نہیں	دل طپیدہ کو پلو میں جو قرار نہیں
بنایا مجھ کو زمانہ نے آخرش چورنگ	کیا نہ کون یا رونے بچہ وار نہیں
گل تخلص نواب جان طوایف ساکنہ آرہ ضلع شاہ آباد واقع بنگال۔	
کیوں شب بھر کا دھوکا نہ ہو میر دل کو	گل کے زلف آئے تیرے رخ پر اگر چہ دل کو
گوہر تخلص گوہر نامے طوایف باشندہ لکھنؤ مقیم گوالیار۔	
ای فلک اس ظلم سے کیا بڑھ گیا تیرا رنج	خاک میں ہم کو ملایا تجھ کو حاصل کیا ہوا

۱۸۵۷ء میں ہونے والی بین پہونچی حکیم مومن خان مومن دہلوی سے خواستگار
 صاحب ہوئی حکیم صاحب اس کے دیکھنے ہی خود مریض عشق ہو گئے اور محبوبہ کے شربت
 وصال سے سیر ہوئے بعد ایک سال یہ دلدار بالکھنوی کی گاہ گاہ شمع بھی کستی تھی
 اور اپنے طالب کے فیض تلمذ سے بہرہ ور تھی۔

گنہ گیارہ صنم کے نظارے میں زاہد
 کھوئے ہیں آگے پیر میں بوسنی کے بند
 نظر ہو جانب اغیار دیکھیے کسپا ہو
 چہلوہ خدانے دکھایا تو دیکھا
 طر کر رہے نسیم سے کد و قبائے گل
 پھری ہے کچھ نظر یار دیکھیے کیا ہو
 صنم تخلص درگاہ طوائف ساکنہ اکبر آباد درگاہانی مشہور ہے اور شاہدان
 بازاری اگر وہ میں متمول و خلیق شمار ہوتی ہے۔

۱۸۵۸ء چہا پانچ رخ پر نور اپنا
 صنم تخلص میں طوائف پنجابی مقیم کلکتہ شاگرد غلام حبیب خان۔
 چہا گلین یاس کی کرتی میں قیامت برپا
 سیکڑوں بار بجان میں گجر و صل کی را
 صنوبر تخلص چھوٹی طوائف ساکنہ خاندنہ دہلی میں فوت ہوئی۔
 زندگی کے یار ہیں وہ لوگ
 مر گئے پر یہ آشنا کے
 دل نہ سے انکو تو خدا کو مان
 آئی صنوبر بیت بھلا کے
 عزیز تخلص عزیز طوائف ساکنہ دہلی شاگرد سعادت یار خان زنگین۔

۱۸۵۹ء تم نہ دیکھو گے گوہیں اک بار
 ہم تمہیں بار بار دیکھینگے
 عہد و نامے طوائف دہلوی۔
 خنجر کو رگ گل کو دکھائی ہے کدو
 تصویر میں کھینچے دہن اب کمر ایسی
 فاطمہ تخلص فاطمہ بیگم باشندہ اگرہ۔
 نازک دماغ وہ ہیں تو اب بھی ہر کلکتہ
 ہم خود بھی ایسے ہیں کہ سنایا نہ جائیگا

فرقت پاؤں میں اس قدر روتا رہا	اشک چشم تر سے بہکریں دریا ہو گیا
شیرین تخلص شیرین جان طوائف ساکنہ لکھنؤ مقیم کلکتہ	
دیر سے ہم سے جھجکائے منتظر ہیں تیغ کے	دست و بازو کو ترسے آسٹو قائل کیا ہوا
رات باقی ہے تھم جا بھی جلدی کیا بھی	دل شیدانچھے بیتاب نگر وصل کی رات
شیرین تخلص بیگانہ طوائف باشندہ لکھنؤ پہلے میر محمدی شیر سے اصلاح سخن حاصل کی	
معدہ شیخ امداد علی بک لکھنوی کے فیض تلمذ سے مستفیض ہو کر صاحب دیوان ہوئی	
اُسے جب سنی لگائی اور جو بن ہو گیا	برگ گل اعجاز لب سے برگ سون ہو گیا
تحت دل آئے شاخ مژگان پر	نخل الفت کا یہ شمر دیکھا
دہن یار کا بوسہ نہیں ملتا دل کو	چشمہ آب بقا پر ہر سکندر بیتاب
ہوئی ہی ہمیں زلف و ابرو کی الفت	مقدور میں تھی سانپ بچھو کی الفت
اچکتے ہیں گیسو پہ افشان کے زرے	ہوئی شاخ سبیل کو جگنو کی الفت
کیونکر رہیں حواس جو قابو سے جا دل	ای کاش موت آئے کسی پر تدا دل
باتیں وہ دلفریب ادا میں وہ دلربا	ایسے پری خضال یہ کیونکر نہ آئے دل
کیونکر اسے نکال کے سینہ سے پھینک دیں	زلفوں میں پھر کسی کی نہ جھک پھانسا دیا
الفت بھی چاہیے تو ذرا دیکھ بھال کے	ہر شعلہ رو کو چاہیے تو چولے میں جا دل
بے مروت و ناہت بنا جو تم	تیسے خدا نخواستہ کوئی لگا سٹل
خدا آجائے کیا دل میں ہر جو گسانی	مرے ہاتھ کا پاں کھاتے نہیں ہو
شیرین تخلص شیرین و حیدر ہے لکھنؤ بی بی الہیہ شکرستی ہر قصہ سرور میں کہاں لکھتی تھیں	
فصل گل آریہ و آریہ سے جنوں چھان بکا	گلشن و امن ہو سلاست ہر جہان بکا
تیری صورت پہ نظر ہو ترسے تو ہو نہ ہو	تیری الفت میں مردن میرا ایمان بکا
صاحب تخلص اللہ الخاں تلمذ طوائف پور سبکی رہنے والی قبل از بلوہ	

اٹھنا کے لیے میں شاید دل بھی پناہ لگ گیا	اٹھنا کے لیے میں شاید دل بھی پناہ لگ گیا
شہر م تخلص نامی جان طوائف ساکنہ چوک لکھنؤ زیر اکبری دروازہ	شہر م تخلص نامی جان طوائف ساکنہ چوک لکھنؤ زیر اکبری دروازہ
جو ضد پہ آئے تو پھر کیا ہزار بار نہیں	جو ضد پہ آئے تو پھر کیا ہزار بار نہیں
مرض سب کے بیمار شفا پائے ہیں	مرض سب کے بیمار شفا پائے ہیں
شہر م تخلص چھوٹی طوائف ساکنہ لکھنؤ کلکتہ بھی ہو آئی ہے۔	شہر م تخلص چھوٹی طوائف ساکنہ لکھنؤ کلکتہ بھی ہو آئی ہے۔
مردے زندہ ہو گئے پازیب کی جھنگار	مردے زندہ ہو گئے پازیب کی جھنگار
یہ کس رشک کا نظارہ ہوا ہے	یہ کس رشک کا نظارہ ہوا ہے
مے غیر سے یار آنکھوں کے آگے	مے غیر سے یار آنکھوں کے آگے
شہر م تخلص بیگن طوائف بنت بند طوائف ساکنہ بھلی سیر ضلع ایٹہ بانفعل علیگ	شہر م تخلص بیگن طوائف بنت بند طوائف ساکنہ بھلی سیر ضلع ایٹہ بانفعل علیگ
بین رہتی اور مرزا امیر بیگ تخلص بہ میر زاد بلوہی سے اصلاح سخن حاصل کرتی ہے۔	بین رہتی اور مرزا امیر بیگ تخلص بہ میر زاد بلوہی سے اصلاح سخن حاصل کرتی ہے۔
شہر م ایسا کچھ افسون پڑھ کہ شوخی قید ہو جا	شہر م ایسا کچھ افسون پڑھ کہ شوخی قید ہو جا
شہر م تخلص مولاجان طوائف کانپوری مقیم کلکتہ شاگرد ششی عبد الرحیم بد شعربوب	شہر م تخلص مولاجان طوائف کانپوری مقیم کلکتہ شاگرد ششی عبد الرحیم بد شعربوب
کستی و بڑھتی ہے	کستی و بڑھتی ہے
غش مجھے آیا تو گھبرا کر یہ کہتا ہے وہ شوخ	غش مجھے آیا تو گھبرا کر یہ کہتا ہے وہ شوخ
کستی حیرت کا تصور بندہ کیا	کستی حیرت کا تصور بندہ کیا
کستی میں ملنا تو کچھ مشکل نہیں	کستی میں ملنا تو کچھ مشکل نہیں
بے بلائے وہ چلے آئیں بیان	بے بلائے وہ چلے آئیں بیان
فاتحہ پڑھتے ہیں غم و غم کے دکھانے کے لیے	فاتحہ پڑھتے ہیں غم و غم کے دکھانے کے لیے
دل ہی شہر آگلو یوں مفت دیے دیتا ہوں	دل ہی شہر آگلو یوں مفت دیے دیتا ہوں
شہر م تخلص کریم بخش طوائف ساکنہ موضع مرٹھ پور ضلع امراتلی واقع دکن	شہر م تخلص کریم بخش طوائف ساکنہ موضع مرٹھ پور ضلع امراتلی واقع دکن
شاگرد ششی بسیم المدد خان بسمل۔	شاگرد ششی بسیم المدد خان بسمل۔

<p>انکی باتوں میں خد کے لیے آنا نہ شباب حسرتیں لہیں ہیں خواب میں جو وہ دم صبح بوسے شوخی سے دکھا کر مجھے زلفیں اپنی سر سے پاتک کہ جو ہر نور کے سبک میں ٹھلا عشق میں جان کے دشمن کو مسیحا سمجھے بیسجدے گر ملک الموت کو بالین پہ کوئی کچھ رحم کرتی ہے شبِ فرقت میں تیری رو ہنسکر رولاد یا کبھی رو کر ہنسدا دیا</p>	<p>یہ سیناں جہان کس سے وفا کرتے ہیں یا خدا میں اسے بیدار کروں یا نہ کروں اس میں میں تجھ کو گرفتار کروں یا نہ کروں ای شباب اسکو بھلا پیا کروں یا نہ کروں اور پھر دل میں سمجھتے ہیں ہم اچھا سمجھے تیرا بیمار اسے رشک مسیحا سمجھے کچھ مہربانِ حجب میں تیرا خیال ہے اسی فتنہ ساز دونوں میں تجھ کو کمال ہے</p>
---	---

شہر اترتِ تخلص امیر جان نبت چھوٹے خان کچن باشندہ دہلی میان امیر خان
مینر اکبر آبادی کے فیض تلمذ سے سلیقہ شاعری بہم پہنچایا ہر گاتی و ناجی خوب ہے
متھرا داروہ لونک وغیرہ کی بھی سیر کی ہے۔

<p>ایسی مجھ رات مشکلِ فرقت قاتل کی آرزو سے بوسہ گردل میں کسی سال کی سیکڑوں منزلِ عدم آگے جشت لگی دور تھی لیکن ہمارے صنف پہ کچھ رحم کر بس نہیں چلتا ہی بارب کیا کرین ناچا لہن ایسے دریائے بلامین غرق ہر شتی مری اسکو تم جو بہ نہ سمجھو اپنے رہنے کے لیے گرمی سوز جگر سے ہو گیا ہوں جلکے خاک</p>	<p>ساتھ میرے صبح مر مر کر مری کل نے کی ہو گئی تیرے دیر ویرہ لب اس کے سنے کی خاک اب غنقا کر گیا فکر میرے ملنے کی پیشوا کی سیکڑوں منزل مری منزل کی جو نہ کرنی تھی ہمارے ساتھ وہ اس کی تو بہ جسکے نام سے اسی ناخدا ساحل کی تیغ قاتل میں جلکے خونِ رگِ سہل نے کی یہ شرارتِ آتشین خیار سے قاتل نے کی</p>
--	---

شہر قرنِ تخلص اور نام ایک کانپوری رقاصہ کا ہے۔

<p>یاد رکھنا خود بخود طبعہ الٹ دیکھا دین</p>	<p>کو چہ سفاک میں مجھا اگر بس لگ</p>
--	--------------------------------------

سمجھا جاتا ہی باوجودیکہ اہل اسلام میں شرعاً اور اہل ہندو میں بھی نکاح ثانی بیوہ کا جائز
مگر ہمارے ملک کے نادان کچھ ہم بیوہ کا نکاح ثانی ناجائز سمجھتے ہیں اور اس امر پر خیال
نہیں کرتے کہ انکے بیوہ رہنے سے کیا کیا خراب نتیجے پیدا ہوتے ہیں اور ان نتائج ناقصہ کا
اثر کیا تک پہنچتا ہی کیا خوب ہو جو یہ مذموم رسم ہمارے ملک سے ناپید ہو ہر چند دل چاہتا کہ
کہ اس بحث خاص کی نسبت کچھ زیادہ تحریر کر دوں مگر پھر خیال آتا ہے کہ یہ تو تذکرہ شعرا ہی
اس مضمون کو ملتوی رکھوں اور اور کسی مقام پر اسکا اعادہ کروں الغرض خیال آخر لفظ غالب
رباب اس بحث کو بیان ہی نا تمام رکھ کر سردار کے اشعار سنا تا ہوں یہ شاعرہ ناخواندہ ہے

میں چند روزہ ہمارے دن بیکل تو روزِ خزان
ہی کوئی ایسا اس سے مرا پھر لائے دل
یا رب وہ خود جلتے جو ہمارا اجلائے دل
مرے پاس سے وہ چلیکے مرے دل کی لیکے ہو

لگایا گل سے جو دل کو تو نے مجھے دل میں تو لپیلا
آئی نہیں ہر نیند شبِ حشر میں مجھے
فیر باد کر رہا ہوں میں گھڑیاں کی طرح
نہ لگی پھر آنکھ سحر تلک مجھے یاد اپنی لگائے

دل سے صبر و قرار کھو بیٹھے
دل ہی دل میں گڑھا کھڑا ہو بیٹھے

ہنسوا عاشق اسی کے ہو بیٹھے
صورت اُسکی نظر نہ آئیگی۔

شبابِ تخلص سماءِ حسین باندی طوائف ہمشیرہ خرم محمدی جانِ حنا شگ گرد
سید الطاف حسین شہید اساکن مرزا پور۔

آنکھیں گھلی ہیں دین بیدار کی طرح
نازک فرائج ہم بھی ہیں سرکار کی طرح

اللہ سے اختیار کسی کا پس فنا
تیور آدھر چڑھے تو ادھر ہم فنا ہوئے

شبابِ تخلص محمدی جان طوائف باشندہ کلکتہ شاگردِ منشی عبد الرحیم ابدان
طبع و صاحب طبع سلیم عورت ہی۔

ہو گیا ہی پیچود ی میں محو ای دل کیا ہوا
ماتھ خالی ہر مرزا و سفر کچھ بھی نہیں۔

آج کسی دلربائی نے دیا تجکو فریب
ہو گئی ہر زندگی آخر گناہوں میں مری

امتحان ہی اگر مرا منظور نہوئی شہر و دشت میں تسکین	آئیے آزیائے دل کو اب کمان لیکے جائیے دل کو
کرد خون سے سرے تم ہاتھ زمین رہے عمر بھر قید کج قفس میں رقیب سیر و کونامہ نہ لکھو عبث وصل جانان کے بھوکے عاشق	یہ صدی ہی صاحب گلانے کے تھا کمان بال و پر ہم ہلانے کے قابل وہ حرف غلط ہی مٹانے کے قابل غم و رنج فرقت ہی کھانے کے قابل
زیب تخلص گن طوائف ساکنہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد میر اصغر علی اصغر	کوئی تبتا تا نہیں منرل بہ منرل کیا ہوا تجربہ بکار وں پوچھو وقت شکل کیا ہوا چمٹ کے لاش کو قاتل نہ خوب کیا لبٹ کے کشت میں کاٹو نچے مارا کیا
کیا کمون چپ چپ ہیں سب شہر شام ہم ہیں ناواقف نہ ہے اٹھ سکی سختی بھر اجل جو سرست بوس و کنار میں آئی جنون کے ہاتھ سے دہن بچا کے رکھا تھا	زینت تخلص زینت بیگم شاہ بازار سی دہلی مرزا ابراہیم بیگ مقتول کی محبوبہ تھی اور میرا اپنے طوائف دہلی سے لکھنؤ چلی گئی بعض تذکرہ نویسوں نے اسکا تخلص تارک بھی لکھا ہے
شب متاب میں تاج زینت یہ الذواری کامرے شور غلام پر	خیال ماہر و ہوا اور ہسم بین پر وہ بت مغرور کوئی کان دھڑکی
سہم تخلص بکا طوائف ساکنہ بنارس مقیم عظیم آباد پٹنہ	کشتی کون ہی ایدل نگہ بار میں آج نصف کتا ہی قدم بیان نہ آگے رکھنا
سروار تخلص سردار بیگم متوطن لکھنؤ مقیم نامہ شریف خاندان کی عورت تھی بیوگی نے پیشہ رقص و سرود اختیار کر لیا اب نامی طوائفوں میں گنی جاتی ہے علانیہ فسق و فجور میں مبتلا ہی لغو و بالہ نہما۔ افسوس ہمارے ملک میں بیوہ کا عقد ثانی محبوب	تین سنہا ہوں کہ ہر دست شکار میں آج شوق کہتا ہے کہ رہ کو چہ دلدار میں آج

زہرہ تخلص منی بانی طوائف وطن اسکا کشمیر مولد و مسکن کلکتہ ہی مولوی عبدالغفور
نسخ سے مشورہ سخن رکھتی ہر اب مہنیا ت شرعیہ سے تائب ہو کر گوشہ نشینی
قبول کی ہر خواہ اللہ۔

دل ہمارا درد کا پتلا سب اسی بہمن
کیا کسی موش کا زہرہ اسکو بھی ہر انتظار
روئے ہیں سر نیلے تین رنگی اک غدا ہے
ہر تصور و مہم جو اس بت بے سیر کا
دین عاشق کی صورت ہی جو بیدار آئینہ
جب ملے وہ جان جان کیوں ہو دل کو سبکی

زہرہ تخلص کوئی طوائف انبالہ کی رہنے والی ہر نام معلوم نہیں ہوا چند شعرا کے
تذکرہ چین انداز مرتبہ و مولفہ منشی درگاہ پر شاد نادر دہلوی سے انتخاب کر کے لکھے جاتے ہیں

یہ مختصراً جان نثار اب مرحلاً
غیر سے ملکر نہ چار لکھیں کرو
دیکھنے جاؤ خدا کے واسطے
کچھ تو شر ماؤ خدا کے واسطے

زہرہ تخلص مسماہ لطیف طوائف ساکنہ کرناں شاگرد مولوی ظہور علی ظہور دہلوی
فارسی مع قواعد جانتی تھی اور زبان فارسی میں بہ فصاحت گفتگو کرتی تھی۔

دو پر تو کیا تھے ہوتے اگر دو ہزار پر
پاس مسک کے دھرا ہی کمینہ زار
پر دانہ کر تا شمع بہ سارے نثار پر
جس طرح پتھر دھرا ہو تو کوئی پتھر کے پانی

زہرہ تخلص امر اوجان عرف چھٹن طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس
لکھنوی نوعر و طبیعت دار عورت ہی بازار چوک لکھنؤ میں رہتی ہر سنہای ایک مختصر دیوان
بھی جمع کیا ہر شعر کوئی کا شوق زیادہ ہی۔

اپنی اپنی ہر ایک کہتا ہی
تاکے بے فائدہ خراب ہوا
ہو تا نہیں کچھ کام بھی اُس پردہ نشین
کچھ آج عجب حال ہی سینہ میں جگر کا
کوئی میرا نہ مدعا سمجھا
عشق کی مین نہ انتہا سمجھا
آیا نہیں جاتا تو بلایا نہیں جاتا۔
سامان اب اچھا ہمیں پایا نہیں جاتا

مہر سارا گزرا سب ایک میں لکھنؤ سے نکاح کیا ہوا

تذکرہ شمیم مخم

۱۱

لڑی بین انک کے قطروں سے اسلے نکھیں	گر نکال کے کوئی نہ جیٹ دامن سے
جلو میں لاش کے قاتل بھی ہو یا وہ	کٹا کے سر کو چلے میں ہزار سامان سے
خو شید تخلص مناجان نامے طوائف لکھنو شاگرد محمد رضا متخلص بہ طور باشندہ لکھنو۔	
ہو ہنپا نول میں سو کا توڑا ہی پری تو	مسلسل پائے دیوانہ ہوا زنجیر آہن سے
باری کی بستے جسے ہننے اُسکے ساتھ نیکی	ہماری خوبی ہی ہم دوستی کرتے ہیں جن سے
خو شید تخلص نور و زبان طوائف ساکنہ لکھنو بالفعل کلکتہ میں رہتی ہیں۔	
بعد میرے رحم آیا بھی تو کیا ای بیوفا	میں نے مانتا قبر پر آئے تو کیا حاصل ہوا
جیا تخلص چھوٹی طوائف شاگرد سید الطاف حسین شید امر زاپوری۔	
ہوا ہی ابر کا دم بنی چشم گریبان سے	جلی ہی برق بھی کیا کیا نہ آہ سوزان کے
جیا سے رات کے پردہ میں منہ چھپا بیٹھے	مقابلہ کو گھسے وہ جو ماہ تابان سے
خو شید تخلص خورشید جان طوائف ساکنہ کانپور قلم کلکتہ شاگرد حافظ محمد امین امین کانپوری	
اُس بت کم سن کی شوجھی بھی ادا کم نہیں	سیکے دل کو چھتا ہی کیوں ترادل کیا ہوا
خون تو میرا گریبان کیسے ہی بخودی	چھٹ گیا اگر ہاتھ سے رمان قاتل کیا ہوا
ہم ترشے ہیں تو ہنس نہیں کہ یہ فرماتے	کیا ہوا تھا یہ ترادر دگر وصل کی رات
دلبر تخلص چھوٹی سکیم طوائف حیدر آبادی۔	
بر در جو تم روٹھ کے یوری ہو جیتے	جیا تو ہمیں ناز اٹھانا نہیں آتا
ہر جو گھٹ آپکی اور سر ہمارا	قیامت تک ہمیں ٹکرائیے ہم
زہرہ تخلص نصیب نامی گائین دربار شاہ ولی محطوب بہ خطاب زہرہ تھی۔	
ہو نہ دنگے نہ وہ سمجھ زہرہ	منہ لگاتا ہی کون سا لک
دل کے میں ہو تو کہہ سکو کوئی بیتاب	ساغر خون کیلے یہ دیدہ پُر آب ہو
باغ ہو آب روان ہوا و شب متاب	ساقی دوش ہوئی جو جلسہ احباب ہو

پھر تصور کا کل جانان کا مجھ کو آگیا	سینہ مخزون پہ پھر دو سانپ لہرائے گے
شوخی ہو بیاک ہو سفاک ہو چالاک ہو	کیوں شبِ رخصت میں مجھے آپ ٹھہرائے گے
حجابِ تخلص ہی جانِ طوائف باشندہ	ناپور ضلع میرٹھ بنارس میں رہتی تھی۔
لکھ نہ کیونکر بھلا منہ سے سداواہ وا	نام خدا ہی صستم تیری اداواہ وا
حسنِ تخلص گنا جانِ طوائف سا کئے درجہ	واقعہ نکال نہیں بھی تخلص کرتی ہے۔
یا اہی کیا ہو سے وہ میرے داغِ آرزو	کچھ اندھیرا سا نظر آتا ہے مجھ کو دل کے پاس
قاصدِ لیلیٰ بنا تھا نجد میں شوخِ جرس	قیس آیا ہے طلبِ کبیرہ محل کے پاس
حسنِ تخلص وزیرِ جانِ بنتِ گوہرِ جان	طوائف سا کئے پائنتا لہ واقعہ لکھنؤ
نالہ سوزان جو کھینچے روکے میں نے ہجر میں	رشتک سے بجلی جلی شہِ میندہ ابر تر ہوا
وہ مریضِ غمِ بون میں جکڑوا آئے نہ رہا	سر پہ جب جھنڈ لگایا اور دور دھوا
حسینِ تخلص مسماۃ اخترِ جانِ طوائف	باشندہ خجی پور قیم اگرہ۔
جس وقت تک وہ بنیم میں پیشِ نظر ہے	ہم اپنا دونوں ہاتھوں سے تھامے جگر ہے
صحرانوردیوں کا بہانہ تو خوب ہے	اچھا ہی سر میں زلف کا سودا اگر ہے
جلاوتیغِ ناز کو جہدمِ علم کرے	شرطِ نیاز یہی کہ قدموں پر سر ہے
حسینِ تخلص بہرِ جانِ طوائف سا کئے چار گنجِ مصافحہ	ہی شاگردِ ہنسی سیاحِ نکستہ ہلوی
ستھہ کین پھر تازی قاتلِ نری تلوار کا	خون یہ جاتے یہ جب تک بے گنہہ دوچار کا
لا مکان تک جا چکی ہی بار بار اور سیا	چھانڈنا مشکل نہیں کچھ آگے دلو اور سیا
میں وہ صابر ہوں کیا میں نے شکوہ حاج	چرخ کے ہاتھوں سے کیا کیا کچھ پھر ہو گیا
لیکھا پیغام اپنا بیکے قاصدِ یار تک	مرغِ دل ہی بار بار اپنا کبوتر ہو گیا
حتیٰ تخلص محمدی جانِ شاگردِ سید الطاف حسین	شہید اساکن مرزا پور
جو تھا میں عاشقِ ابرو تو شیخِ قاتل کی	لالہ بیکے لپٹنے لگی گریبان سے

اخلاق سے تو اپنے واقف جہاں پہنچا اک لخت پارہ پارہ کر ڈالوں آئینہ کو	پر آب کو غلط کچھ اتناک گمان پہنچا پر کیا کروں کہ تیرا منہ درسیاں پہنچا
چھوٹی تخلص مسماہ چھوٹی طوائف لکھنوی دربار مہاراجہ الدین ملازم ہے۔	
یار میرے ہاتھ آیا اس قدر چالاک ہے	جسکی چالاک کے آگے برق بھی غناک ہے
حجاب تخلص مہنی بانی عرف پنجعلی طوائف سالانہ کلمتہ محلہ کوٹہ شاگرد مولوی حضرت الداسخ ارشد تلمیذ مولوی عبدالغفور خان نساج کم عمر صاحب طبع سلیم ہی تہذیب و اخلاق میں انتخاب علوم مروجہ سے ماہر ہونے سے پہلے اچھا جانتی ہے شعر گوئی کی جانب طبیعت زیادہ مائل ہے ریاست رام پور میں بھی آئی تھی۔	
عدو کے کہنے سے مجھ کو ذلیل و خوار کیا کہ نگاہ اور محشر کے آگے حشر میں بھی ہم اور بیچ میں آتے ہیں انکی باتوں کے بتاؤ چیخ بھلا اس سے مجھ کو کیا حاصل مزا یہی ہے کہ طرفین سے ہو بیچینی ایک دم بھی کسی کیر وٹ نہیں ملتا آرام اُسے کہہ دو کہ ہمیں تم سے یہ امید نہ تھی حال حجاب قابل شرح و بیان نہیں وہ اور میرے گھر میں چلے آئیں خود بخود رقیب نے اُسے رسوا کیا سرِ نفل گلستان میں آج بہر سیرا آنے کو ہے دھوم ہے گھر میں ہمارے بار آتا ہی حجاب کیا تماشا ہے کہ لیکر آئے کو ہاتھ میں	سزا یہ اسکی ہے میں نے جو مجھ کو سزا کیا کہ عمر بھر اسی کانٹہ کو میں نے پیار کیا انھوں نے وعدہ کیا ہے اعتبار کیا کسی کا شیوہ ذاتی جو اختیار کیا مرے ترپنے نے آنکو بھی بتوڑا کیا ہائے چین میں ہم دردِ گل سے کیا کیا وعدہ ہم سے ہو رہو غیر گھرِ جل کی افسوس نہ کیے سنکے رہو داستان نہیں سر پر مرے حجاب مگر آسمان نہیں غضب تو یہ ہے کہ اسپر بھی شمس نہیں مزدہ بادای بلبو نفل بہا ر آنے کو ہے بہر استقبال لب پر جان زار آنے کو ہے دیکھ کر زلفیں وہ اپنی آپ بل کھانے لگے

ساکھ ہم لیکئے سرمایہ عدم کو اپنا جہانہ غم سے ریا زیر آسمان کوئی دنیا میں مثل خواب ہماری حیات ہی تاریکی عمل سے کیا گور میں مقام پیکر ارج بعد مرگ بھی غم ساتھ لچلو سیاری تخلص پیاری جان ساکنہ دادھوان رنگ محل متعلقہ گجرات۔	در دہل دیتے کسے سوز جگر کیا کرتے بجائے ماتھ سے اس پر کے جوان کوئی کبوتر خیال یا رنہ پیش نظر رہے منزل میں شب ہوئی تو سرا میں آتہ رہا بہتر می پاس اپنے جو زاد سفر رہے
--	---

کچھ نہ بوجھو اشتیاق وقت نزع تسلی تخلص مناجان باشندہ کز ناں۔	دو قدم جاتی رہی پھر آتی ہو روح
--	--------------------------------

ادب سلی ترا دل چسین لیا ہی کہنے جان تخلص صاحب جان فرخ آباد کی رہنے والی طوائف ہو دلی میں بھی کچھ روزوں میں حال جان بازی کا میں کس سے کہوں جان و دل جیتے ہیں ہم اپنا جعفری تخلص مسماہ جعفری طوائف ساکنہ لکھنؤ شکار و ششی قداح میں فصا بالفعل کللتہ میں مقیم ہے۔	ہاتھ سینہ یہ دھڑ گور میں کیوں جاتی رہے جس سے کہتی ہوں وہ ہی ہنستا ہی ایک بوسہ یہ لیلو ہنستا ہی
---	--

سہ کو اجائے کلیجہ ضبط کی طاقت نہ ہو چند طوائف باشندہ دکن عالمگیر تانی بادشاہ دہلی کے عہد میں تھی شیر محمد خان ایمان کے مشورہ سخن رکھتی تیر اندازی و نیزہ بازی میں شل ذکر کے ہمارے کامل رکھتی اور شعر اور کی قدر کرتی تھی کئی سو سپاہی اور چند شاعر اسکے نوکر تھے عورتوں میں سب سے پہلے آردو میں اسی عورت نے اپنا دیوان جمع کیا تھا مگر افسوس کہ وہ دیوان آج کل نہیں ملتا چند تذکرہ دین و وہی شعر اسکے نظر آئے ہیں بھی وہی لکھنا ہوں طبقات الشعر اسے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۶۹۹ء میں اسنے اپنا دیوان کسی انگریز کے نزد کیا تھا جو کتب خانہ سرکاری آف لندن میں موجود ہے۔	اگر ہمارا دل رہو دم بھر کسکی دل کے پاس چند طوائف باشندہ دکن عالمگیر تانی بادشاہ دہلی کے عہد میں تھی شیر محمد خان ایمان کے مشورہ سخن رکھتی تیر اندازی و نیزہ بازی میں شل ذکر کے ہمارے کامل رکھتی اور شعر اور کی قدر کرتی تھی کئی سو سپاہی اور چند شاعر اسکے نوکر تھے عورتوں میں سب سے پہلے آردو میں اسی عورت نے اپنا دیوان جمع کیا تھا مگر افسوس کہ وہ دیوان آج کل نہیں ملتا چند تذکرہ دین و وہی شعر اسکے نظر آئے ہیں بھی وہی لکھنا ہوں طبقات الشعر اسے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۶۹۹ء میں اسنے اپنا دیوان کسی انگریز کے نزد کیا تھا جو کتب خانہ سرکاری آف لندن میں موجود ہے۔
--	---

بعا رضتہ تب محقر فوت ہوئی۔

تو چلا کیا کہ یہ دل بھی ترے ہمارا چلا
اک چھری میرے گلے پر بھی مری آہ چلا
تو نہیں ہی تو نہیں زلیست و دوبارا محلو
نہیں نخل بھی کہ از بستہ خار اجسکو
الٹش غم بھی جو نامرگ کی کچھ کم نہ تھی

چھوڑ کر محلو کہاں ایت گمراہ چلا
چھٹکیا غم سے مرا کشتہ ابرو و مر کر
موت پر نہیں لپٹتا ہی گردن کیا ورنہ
اب کسے حسین کہاں عیش کہ چہ تیرا ہو
نقش آشفٹہ کو بیرجمون نے چھو کا آگ سے

سیر سی تخلص بی سیر و عرف بی سیر ساکنہ کلکتہ بیرون خوش خلق و خوش جمال ہی
انگریزی اردو و فارسی آجھی جانتی ہی اور کسی قدر عربی میں بھی مہارت رکھتی ہی
سم نہ سمجھے کچھ کہ اس قصہ کا حاصل کیا ہو
بعد میرے ناز و انداز سلاسل کیا ہو
کیا عجب عین سے ہو جا کہ وصل کی را

سیر سی تخلص بی سیر و عرف بی سیر ساکنہ کلکتہ بیرون خوش خلق و خوش جمال ہی
انگریزی اردو و فارسی آجھی جانتی ہی اور کسی قدر عربی میں بھی مہارت رکھتی ہی
سم نہ سمجھے کچھ کہ اس قصہ کا حاصل کیا ہو
بعد میرے ناز و انداز سلاسل کیا ہو
کیا عجب عین سے ہو جا کہ وصل کی را

سیر سی تخلص مسماۃ پیری جان عرف بہن طوائف ساکنہ اکبر آباد شاگرد ششی فدا حسین سیر

بچ کی لیتا ہی تو سنبل عبت
ہی خیال کیسو و سنبل عبت

کیسو پر بچ جانان کے حضور
سلسلہ عجب کا اچھا نہیں

پکھراج تخلص پکھراج بیگم طوائف ساکنہ اکبر آباد ماوہ میں رہتی ہی طبیعت
بہت اچھی پائی ہی کلام صاف و عمدہ ہوتا ہی۔

جب بگڑتی ہی کوئی بات بنا دیتے ہیں
آپ سوتے ہیں تو جادو کو جگاتے ہیں
یا بسے بے زاد سفر قصد فر کیا کرتے
آپ شمشیر گراں زیب کر کیا کرتے
ہمسری تجھے بھلا تمس و فر کیا کرتے

ہم ہی ہر طرح ٹھہرتے ہیں خطاوار
خواب میں سیر کیا کرتی ہیں آنکھیں آنکلی
ساتھ لے جاتے غم یا نہ کیونکر پس مرگ
بار اٹھ سکتا نہیں ہو کر کایا رب
یہ ملاحظہ رخ و دلکش کی کہانے لاتے

تذکرہ شمیم سخن

<p>ادرا تخلص امیر بیگم عرف چھوٹی لکنوی شاگرد مرزا عباس عکس لکنوی</p>	
<p>دوست دشمن کوئی بھی ٹھہرا میں شکل کے پاس جان دینا ہی تو دید و جا کے اس قاتل کے پاس</p>	<p>ہو گئی آسان مشکل دیکھنے وہ آئے جب میتوں جھجھرائی کے اٹھائے ای ادا</p>
<p>امرا و تخلص امرا و جان طوائف لکنوی۔</p>	
<p>ہنسنا تا ہی ضعیفی کو مرا عالم جوانی کا ملا ہی دینے حیران کو عمدہ پاسانی کا</p>	<p>نقاہت کو مری ناطاتی مجھ پر ولاتی ہو یہ دل جب سے کہ خلوت خانہ اس آئینہ رو کا ہو</p>
<p>امرا و تخلص امرا و جان بنت امیر جان طوائف ساکن دہلی علی بخش والی شہرہ ہے۔</p>	
<p>دن بدن مفلسی جو گھٹتی ہی</p>	<p>آئے امرا و تیرے دن اچھے</p>
<p>امیر تخلص امیر جان طوائف دہلی ماور امرا و جان نذکور الصدیر کی ہی</p>	
<p>بس بار مجھ کو طعنے اغیار ہو گیا</p>	<p>غصہ سے چہرہ سیرا گل ناز ہو گیا</p>
<p>امیر تخلص امیر بخش طوائف باشندہ پورنیہ واقعہ بنگال۔</p>	
<p>اب شرت لیکے غافل تیرے ہشیار دین اپنی جاہم ڈھونڈ کر لینگے صاحبِ غفل کے پاس</p>	<p>لکھنیا راز نہان پیتے ہی اک ساغر عشق عرصہ محشر میں آسکتا قرب بھی بلجائے گا</p>
<p>امیر تخلص امیر بیگم طوائف ساکنہ لکنو عمدہ رقا صدہ و مطربہ شہرہ آفاق ہے۔</p>	
<p>اسی طرف کو نظر بار بار جاتی ہی صبا لیے مراشت غبار جاتی ہی نہیں خبر کہ چمن سے بہار جاتی ہی</p>	<p>جدھر کے دیکھنے سے جان زار جاتی ہی یہ بغض تھا کہ نہ چھوڑا تمہارے کو بچنا یہ مجھ کو دید رخ گل ہی طبل شیدا</p>
<p>بستی تخلص بستی بیگم رقا صدہ اکبر آبادی۔</p>	
<p>دنیا کے لوگ دیکھنے والے ہوا کی ہیں بنو تخلص بنو نے خانی دہلوی گلاب سنگھ آشفتگی معشوقہ تھی آشفتہ اسکی مقدار ہیں اپنا گلا کاٹ کر مر گیا یہ بھی بعد مرگ اس کے کسی سے ملتفت نہ ہوئی اور چہرہ مینے بعد</p>	<p>بستی ضرور چاہیے اسباب غامبی بنو تخلص بنو نے خانی دہلوی گلاب سنگھ آشفتگی معشوقہ تھی آشفتہ اسکی مقدار ہیں اپنا گلا کاٹ کر مر گیا یہ بھی بعد مرگ اس کے کسی سے ملتفت نہ ہوئی اور چہرہ مینے بعد</p>

کوئی ہنرمند سکھایا جاوے انتظام خانہ داری بتایا جاوے اور بعد ۱۶ سال کے شادی
کیجاوے تو ملک بہت جلد ترقی پاسکتا ہو خدا وہ دن ہم کو دکھائے کہ ہم اپنے ملک کو اپنی
قوم کو شایستہ و مہذب و یکمیں اور عورتوں کو حلیہ علم سے آراستہ پائیں جب ہم یہ تذکرہ
لکھتے تھے تو باوجود کوشش بسیار بہت کم عورتیں با عصمت و عفت ذی علم شاعر و نظم
آئیں اور اکثر عورات بازاری کو شاعرہ پایا ہم عورات بازاری کے پڑھے لکھے ہوتے
اپنے ملک میں تعلیم نسوان مروج ہونا خیال نہیں کرتے۔ ہماری یہ غرض نہیں ہو کہ عورات
پردہ نشین شعر گوئی کی جانب مائل ہوں اور نہ ہم اس بات سے خوش ہیں کہ عورات
میں عشقیہ خیالات پیدا ہوں باغراض تذکرہ ہم صرف اُن کا کلام لکھتے ہیں۔ البتہ اگر کو
خوشی ہو تو اس بات کی ہر کہ بعض بعض عورتیں موزون طبع ہیں اور صاحب استعداد بھی ہیں
جسے اس حصہ کو دو فصل میں تقسیم کر دیا ہے فصل اول میں عورات بازاری کا ذکر ہے
فصل دوم میں عورت پردہ نشین و با عفت و عصمت کا تذکرہ لکھا ہے جو شرم آئی کہ ہم
مثل دیگر تذکرہ نویسوں کے عورات بازاری و پردہ نشین کو ایک ہی طرح پر بلا امتیاز
یا ذکرین جسے اس حصہ میں اپنی اس شرط کو کہ تذکرہ میں شعر از ذی حیات کا کلام ہوگا
اس لحاظ سے تو پڑو باکہ شاعرہ عورتیں بہت کم دستیاب ہوئیں جسے اس حصہ میں
حتی الوس کسی عورت کے خال و خط کی تعریف نہیں کی نہ ہو کسی کے حسن و جمال کی تعریف
کرنے سے مطلب تھا اب ہم تذکرہ شروع کرتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ
یا اللہ تو ہماری زبان کو ہمارے ذہنوں کی رسائی کو ترقی دے ہمارے ملک کے مرد
اور عورتوں میں تہذیب کا رنگ بجا خیالات ناقصہ کو دور کر اور ہمارا اس تذکرہ کو صاف نظر سے پڑھا

فصل اول تذکرہ عورات بازاری

اجمل تخلص سنگین جان طوائف۔

شادی و نام رچائی ہی نام بہت ہی مان

ہر عیش اسکے جی کو اجی غم بہتہ ہی مان

ضروری ہو انکی تعلیم کے واسطے کتب مفید و مصلح اخلاق کا مدون ہونا چاہیے وہ کتابیں جو مضامین عاشقانہ سے پر ہوں اور مخرب عادات معلوم ہوں انکو نہ دکھائی جاویں۔ کوئی قوم جب تک سوشل امور مذہبی و ملکی سے تجویزی واقف نہ ہو لے تب تک مذہب نہیں کھلا سکتی۔

اچلے اور جبکی عورتیں اگرچہ آپس کے برتاؤ کے طریق اور فرائض مذہبی اور رسوم ملکی سے واقف ہوتی ہیں مگر غیر تعلیم یافتہ ہونے کے باعث اصلی مقاصد ان سے سراجام ہونا ایک کار دشوار معلوم ہوتا ہے۔

سب کاموں سے حفظ صحت اور پرورش و تہذیب اطفال کا خیال رکھنا مقدم ہو الا نا تعلیم یافتہ عورتیں قواعد حفظ صحت و پرورش و تہذیب اطفال سے انجان رہ کر اپنی اور اپنے خاندان کی بربادی کا سبب ہوتی ہیں۔

ظاہر اجماع کو تعلیم مستورات میں دو امر حائل و مانع معلوم ہوئے ہیں اول یہ کہ ہندوستان میں یہ عام رواج ہے کہ صغیر سنی میں عورت بیاہ دی جاتی ہے اور بعد شادی بموجب دستور ملک اسکا پردہ میں رہنا واجب بات ہے یہ انتہاء درجہ اسکو پڑھنے کے واسطے برس کی عمر تک مہلت نصیب ہوتی ہے اور یہ مدت تعلیم دو سال ابتدا تعلیم سے شمار کی جاتی ہے بیاہ ہو جانے کے بعد پھر اسکو کوئی موقع تعلیم کا نہیں ملتا اطلاق جو ہمارے ملک پر محیط ہو رہا ہے وہ آگے کی تعلیم کا سامان مہیا نہیں ہونے ویتا دوں مدارس سرکاری میں جو بغرض تعلیم نسوان جاری ہیں سو اسے جغرافیہ و تاریخ و حساب کے کوئی نہیں پڑھتا ایسا نہیں سکھا یا جاتا جو عورتوں کو انکی گذر اوقات میں مدد پہنچا سکے یہ امر تو ظاہر ہے کہ ہمارے ملک کی عورتیں پردہ سے باہر نہیں نکل سکتیں پھر غور کیا جائے کہ وہ مجرب جغرافیہ و تاریخ پڑھ کر کیا فائدہ پاسکتی ہیں ہمارے مین اگر عورت کو ۱۰ سال کی عمر تک تعلیم دیا جائے تو تعلیم پڑھ کر

خانگی اندرونی انتظام ہی اور اس انتظام میں بھی بہت بڑی تمیز درکار ہے عورتوں کی تعلیم موجب فساد و بربادی خاندان ہوتی ہے۔ اگر مرد اچانکہ کسی غیر مقام کو جلا جاتا ہے تو عورت افشار از خانگی غیر شخصوں سے کرنا ہوتا ہے علاوہ اسکے بے علمی نے اُنکے خیالات کو ایسا ناقص کر دیا ہے کہ جسکے مفصل بیان کرنے کو ایک بہت بڑا وقت درکار ہے۔

بھوت پلید جن پری کا ایسا اعتقاد اُنکے ذہن میں جا ہی کہ چھوٹی چھوٹی بیماریوں میں بھی کسی جن یا پری کا تصرف خیال کرتی ہیں اور یہ نہیں سمجھتی کہ اُنکی رسائی ذہن سے کیا تصور پیدا کیا ہو ایک شرے اصل کو ہر جگہ موجود تصور کر کے اُسکی مانتا میں مصروف ہوتی ہیں کچھ خواہ از قسم ذکر ہو یا انات جو اُنکے زیر اہتمام پرورش میں رہتا ہے وہ بھی انھیں کے خیالات کی پیروی کرتا ہے اور عموماً اُس میں تہذیب اثر نہیں کرتی کیونکہ وہ غیر مذہبون میں پرورش پاتا ہے

بچوں کی طبیعت مثل چور کے ہوتی ہے وہ اپنے ہنشین کے احوال کو چپکے چپکے چور لیتا ہے سو میں دو عورتیں ایسی نظر آئیں گی جو اپنے مسائل و طریقہ مذہبی سے واقف ہونگی ورنہ وہ یہ بھی نہیں سمجھتی کہ مذہب کیا چیز ہے اور کسکی پریش کس طرح چاہیے ہر چند منجانب گورنمنٹ انگلشیہ کوشش ہو رہی ہے کہ مشورات ہندوستانی میں عموماً تعلیم مروج ہو مگر ہمارے ہندوستانی بھائی خداجانے کیا سمجھکر اس ضروری امر سے غافل رہتے ہیں اور مطلق خیال نہیں کرتے کہ اُنکی یہ غفلت کس تا تک انکو نصرت پہنچائی ہم کمال ادب سے اپنے ملکی خیر خواہوں کو مطلع کرتے ہیں کہ وہ اپنی کوشش وسیع و بار بارہ تعلیم نسوان منبذل کریں اور اپنے ملک کی تباہ حالت کو سنبھالیں ورنہ چند روز میں یہاں تک نوبت ہو جائیگی کہ پھر کوئی علاج مفید نہ ہوگا۔

ہماری یہ رائے قطعی ہے کہ عورتوں کو اعلیٰ درجہ کی مثل ذکر تعلیم دینی چاہیے اور اس تعلیم میں انکو فرائض مذہبی اور امور خانہ داری اور کسی ہنر مفید کی جانب بھی لگنا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خداوند عالم اور نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا یا بیان کرنا طاقت انسان سے باہر ہے لہذا اس سے مجبور رہ کر ہر اضعف العباد محمد حبیب رحیمی متخلص بہ صفات متوطن بدایون ابن شیخ فقیہ الدین احمد صاحب سلمہ اللہ الصمد عرض کرتا ہے کہ ہمارے ملک ہندوستان میں تعلیم مستورات حبسی چاہیے مروج نہیں ہے یا جو دیکھ یہ ایک ضروری امر ہے۔ فوائد علم ہر شخص پر ظاہر ہیں یہ وہ دولت ہے کہ اسکو کسی وقت کسی حالت میں زوال نہیں نہ چوراسکو چوراسکتا ہے نہ ظالم چسین سکتا ہے جسقدر اسکو صرف کیا جاوے اسی قدر اس سرمایہ کو ترقی ہوتی ہے۔ تعلیم مستورات واجبات سے ہے جہان تک خیال کیا جاتا ہے باعث جہالت نسوان صرف ہمارے ملک کے نامعلوم وجبے اصل خیالات کا اثر معلوم ہوتا ہے عورتوں اور مردوں میں دربارہ تعلیم تفریق کرنا محض ایک بیودہ و ناسوا جہان جیسے بلحاظ حالات ملک مرد کو بیرونی انتظام حقیقت وغیرہ کرنا پڑتا ہے عورتوں کے ذمہ ہے

تذکرہ شمیم سخن

یہ ایک گلدستہ پر بہار باغستان علم و فضل زنان شاعرہ ہر ملک و دیار کا ہے
کہ جسکے روح ہوشمندانہ سے دماغ استعداد سلیقہ شعاری
مستورات کا متنبہ ہوتا ہے

جسکو

کمال حُزم و فرزانگی سے بھنپتا مراتب مستورات پر وہ نشین و بے پردہ کے
کہ آج تک یہ نگہداشت ان مراتب کے کوئی ایسا تذکرہ فرحت اتمام دون نہیں ہوا

ذی کمال با استعداد

مولوی عبدالحی صاحب متخلص بہ صفار نیس بدایون وکیل عدالت دیوانی بننے

مرتب فرمایا

اور

بار دوم مقام لکھنؤ

طبع گرامی نشی فول کشورین بخوش اسلوبی چھپا

۱۳۹۱ء